هدايه ششماهي ثاني

کتاب آداب القاضی سے نصاب کے آخر تک

معلم

علامہ بلال مدنی عطاری

از طلباء کرام

جامعة المدينة فیضان مزمل

عثمان آباد کراچی

100% نصاب

اہلیت قاضی کے متعلق تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: قاضی بننے کے لیے کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: قاضی کے لیے درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1. مسلمان ہونا (کیونکہ غیر مسلم کے لیے مسلمانوں کے معاملات میں فیصلہ کرنا جائز نہیں)
2. عاقل و بالغ ہونا
3. آزاد ہونا
4. عادل ہونا (گناہِ کبیرہ سے بچنے والا اور گناہِ صغیرہ پر اصرار نہ کرنے والا)
5. اجتہاد کی اہلیت رکھنا (تاکہ شرعی مسائل میں خود فیصلہ کر سکے)

دلائل:

امام ابو حنیفہ: قاضی کے لیے اجتہاد شرط نہیں کیونکہ وہ مفتیوں کے فتاویٰ پر فیصلہ کر سکتا ہے۔

امام شافعی: اجتہاد شرط ہے کیونکہ قضا علم کے بغیر ممکن نہیں۔

سوال 2: کیا فاسق قاضی بن سکتا ہے؟

جواب: فقہاء کا اس مسئلے میں اختلاف ہے:

امام ابو حنیفہ: فاسق قاضی کی تقرری درست ہے لیکن ناپسندیدہ ہے۔

امام شافعی: فاسق قاضی کی تقرری جائز نہیں کیونکہ اس کی شہادت بھی ناقابل قبول ہوتی ہے۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: دلیل دیتے ہیں کہ قضا کا مقصد حق دار کو حق دینا ہے، اگر فاسق بھی انصاف کرے تو مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

امام شافعی: قرآن مجید میں آیا ہے: "إن جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا" (الحجرات: 6) یعنی فاسق کی خبر پر تحقیق لازم ہے، لہٰذا اس کا قاضی بننا بھی ناجائز ہے۔

سوال 3: اگر قاضی عدل ہو لیکن بعد میں فاسق ہو جائے تو کیا وہ معزول ہوگا؟

جواب:امام ابو حنیفہ: قاضی فوری معزول نہیں ہوگا لیکن معزولی کا مستحق ہوگا۔

امام شافعی: قاضی فوری معزول ہو جائے گا کیونکہ اس کی عدالت ختم ہو چکی ہے۔

سوال 4: کیا جاہل قاضی بن سکتا ہے؟

جواب:امام ابو حنیفہ: جاہل قاضی بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ مفتیوں کے فتاویٰ کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام شافعی: جاہل قاضی نہیں بن سکتا کیونکہ قضا علم کے بغیر ممکن نہیں۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: دلیل دیتے ہیں کہ مقصد حق دار کو اس کا حق پہنچانا ہے جو فتویٰ کے ذریعے بھی ممکن ہے۔

امام شافعی: قرآن میں آیا ہے: "فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون" (النحل: 43) یعنی علم کے بغیر فیصلہ دینا منع ہے۔

قاضی کے آداب کے متعلق سوالات

سوال 1: قاضی کو کہاں بیٹھ کر فیصلہ کرنا چاہیے؟

جواب: فقہ حنفی: مسجد میں فیصلہ دینا افضل ہے تاکہ لوگوں کو آسانی ہو۔

فقہ شافعی: مسجد میں فیصلہ دینا مکروہ ہے کیونکہ وہاں مشرکین یا حائضہ خواتین کا داخلہ ممکن ہے۔

دلائل:

فقہ حنفی: نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں فیصلہ دیا اور صحابہ کرام بھی ایسا کرتے تھے۔

فقہ شافعی: قرآن میں آیا ہے: "إنما المشركون نجس" (التوبہ: 28) یعنی مشرکین نجس ہیں، اس لیے مسجد میں ان کا داخلہ مناسب نہیں۔

سوال 2: کیا قاضی کو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز صورتیں: اگر ہدیہ قریبی رشتہ دار سے ہو یا پہلے سے ہدیہ دینے کی عادت ہو۔

ناجائز صورتیں: اگر ہدیہ مقدمہ کے فریق سے ہو یا عدالتی کام کے بدلے دیا جائے۔

دلائل: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "هدايا العمال غلول" یعنی حکام کے لیے تحفے خیانت کے زمرے میں آتے ہیں۔

(1) گواہی کے متعلق سوالات

سوال 1: کیا قاضی کو گواہ کو تلقین کرنا جائز ہے؟

جواب: فقہ حنفی: تلقین مکروہ ہے کیونکہ یہ فریقین میں سے ایک کی مدد کے مترادف ہے۔ تاہم، امام ابو یوسف نے خوف یا ہچکچاہٹ کی صورت میں تلقین کو جائز قرار دیا۔

فقہ شافعی: تلقین مطلقاً ممنوع ہے۔

سوال 2: کیا قاضی کو ایک فریق سے سرگوشی کرنا جائز ہے؟

جواب: فقہاء کا اتفاق: قاضی کو کسی بھی فریق سے سرگوشی نہیں کرنی چاہیے تاکہ انصاف پر کوئی شبہ نہ ہو۔

اختلافات کا خلاصہ

1. فاسق قاضی کی تقرری: امام ابو حنیفہ نے اسے جائز لیکن ناپسندیدہ قرار دیا، جبکہ امام شافعی نے اسے ناجائز قرار دیا۔
2. اجتہاد کی شرط: امام شافعی نے اجتہاد کو لازمی قرار دیا، جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی مفتیوں کے فتاویٰ پر فیصلہ کر سکتا ہے۔

3. مسجد میں فیصلہ: امام ابو حنیفہ نے اسے جائز بلکہ افضل قرار دیا، جبکہ امام شافعی نے اسے مکروہ قرار دیا۔

اہلیتِ قید اور قاضی کے اختیارات

سوال: کسی شخص کو قرض یا حق کی عدم ادائیگی پر قید کرنے کا حکم کیا ہے؟

جواب: قاضی کو چاہیے کہ جب حق ثابت ہو جائے تو فوری قید نہ کرے بلکہ پہلے مدعا علیہ کو ادائیگی کا حکم دے کیونکہ قید تاخیر کی سزا ہے۔ اگر وہ ادائیگی سے انکار کرے تو قید کی جا سکتی ہے

دلائل: فقہ حنفی میں قید کا مقصد ظلم اور دھوکہ دہی کی روک تھام ہے، اس لیے تاخیر کے ثبوت کے بغیر قید نہیں کی جاتی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ليّ الواجد ظلم يحل عرضه وعقوبته" یعنی مالدار کا قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

اختلاف:

امام شافعی کے نزدیک حق ثابت ہونے کے فوراً بعد قید کرنا جائز ہے کیونکہ انکار تاخیر کا ثبوت ہے۔

قید میں مالدار اور فقیر کا فرق

سوال: اگر مدعا علیہ کے پاس مال موجود ہو جیسے بیع کی قیمت یا مہر تو کیا اسے قید کیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں، ایسے صورت میں مدعا علیہ کو قید کیا جائے گا کیونکہ مال کی موجودگی اس کے غنی ہونے کا ثبوت ہے۔ اس نے اپنی رضا سے مالی التزام کیا تھا جو اس کی ادائیگی کی صلاحیت کا مظہر ہے۔

سوال: کیا فقیر مدعا علیہ کو قید کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر مدعا علیہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ فقیر ہے تو قید نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ صاحب حق اس کے مالدار ہونے کا ثبوت پیش نہ کرے۔

دلائل: قرآن مجید: "وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة" (البقرة: 280)

اصول یہ ہے کہ اصل عسرت ہے جب تک اس کے برخلاف ثبوت نہ ملے۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ: اصل عسرت ہے، اس لیے قول مدعا علیہ کا مانا جائے گا جب تک کہ صاحب حق ثبوت نہ دے۔

بعض مشائخ کے نزدیک ہر معاملے میں فقیر کے دعویٰ کو قبول کیا جائے گا۔

قید کی مدت کا تعین

سوال: اگر فقیر ہونے کا ثبوت نہ ملے تو قید کی مدت کیا ہوگی؟

جواب: قاضی کو مدعا علیہ کو دو سے تین ماہ قید کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ مال چھپا رہا ہے یا واقعی فقیر ہے۔ قید کی مدت حالات کے مطابق قاضی کے اجتہاد پر موقوف ہے۔

اختلاف:

بعض فقہاء کے نزدیک قید کی مدت ایک سے چار ماہ تک ہو سکتی ہے، جبکہ دیگر کے نزدیک چھ ماہ تک بھی ہو سکتی ہے۔

مدعا علیہ کی رہائی کے احکام

سوال: اگر مدت گزرنے کے بعد مدعا علیہ کے مالدار ہونے کا ثبوت نہ ملے تو کیا کیا جائے گا؟

جواب: مدعا علیہ کو رہا کر دیا جائے گا کیونکہ اسے "نظرہ الی المیسرۃ" (آسانی تک مہلت) دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر دوران قید اس کے دیوالیہ ہونے کا ثبوت مل جائے تو بعض روایات میں اس ثبوت کو قبول کرنے کا حکم ہے جبکہ بعض میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

نفقہ زوجہ اور دیگر خاص معاملات کے متعلق

سوال: کیا شوہر کو زوجہ کے نفقہ کی عدم ادائیگی پر قید کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، شوہر کو زوجہ کے نفقہ کی عدم ادائیگی پر قید کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔

دلائل: نبی اکرم ﷺ کا فرمان: "کفی بالمرء إثماً أن یضیع من یقوت" (کسی انسان کے لیے گناہ کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت افراد کا نفقہ ضائع کرے)۔

سوال: کیا والد کو بیٹے کے قرض کے عدم ادائیگی پر قید کیا جا سکتا ہے؟

جواب:فقہ حنفی میں والد کو بیٹے کے قرض پر قید نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک قسم کی سزا ہے اور بیٹا والد پر اس طرح کا حق نہیں رکھتا۔

استثنا:

اگر والد اپنے بیٹے کو نفقہ دینے سے انکار کرے تو اسے قید کیا جا سکتا ہے کیونکہ نفقہ دینا ضروری اور فوری معاملہ ہے۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. قید کے لیے شرط: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قید کے لیے تاخیر کا ثبوت ضروری ہے، جبکہ امام شافعی کے نزدیک حق ثابت ہونے کے بعد فوراً قید جائز ہے۔
2. فقیر کے دعویٰ کا اعتبار: امام ابو حنیفہ کے نزدیک اصل عسرت ہے جب تک کہ صاحب حق غنی ہونے کا ثبوت نہ دے، جبکہ بعض مشائخ ہر معاملے میں فقیر کے دعویٰ کو قبول کرنے کے قائل ہیں۔
3. قید کی مدت: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قید کی مدت قاضی کے اجتہاد پر موقوف ہے، جبکہ بعض روایات میں ایک سے چھ ماہ تک کی مدت مقرر ہے۔
4. نفقہ زوجہ: تمام فقہاء کے نزدیک نفقہ زوجہ کی عدم ادائیگی پر شوہر کو قید کرنا جائز ہے۔

قبولیتِ کتاب القاضی اور اس کے شرائط

سوال: کیا قاضی کا دوسرے قاضی کو بھیجا گیا خط حقوق کے معاملات میں قبول کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، قاضی کا دوسرے قاضی کو بھیجا گیا خط حقوق کے معاملات میں قبول کیا جا سکتا ہے اگر اس پر گواہوں کی شہادت ہو کیونکہ اس کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ مدعی اپنے گواہوں اور مدعا علیہ کو بیک وقت جمع نہ کرنے کی مشکل سے بچ سکے۔

دلائل: یہ شہادت علی الشہادہ کی طرح ہے، جہاں گواہوں کی شہادت نقل کی جاتی ہے۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ کتاب حقوق جیسے دین، نکاح، نسب، مضاربہ، اور امانت کے معاملات میں قابل قبول ہے۔

امام ابو یوسف نے اس میں بعض قیود عائد کی ہیں، جیسے غلام کی گواہی قبول کرنا مگر لونڈی کی نہیں۔

قبولیتِ کتاب القاضی کے معاملات میں تفصیل

سوال: کون سے معاملات میں قاضی کا خط قبول نہیں کیا جاتا؟

جواب: قاضی کا خط منقول اشیاء میں قبول نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کے لیے مخصوص شناخت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ: قاضی کا خط منقول اشیاء میں قبول نہیں کیا جاتا۔

امام محمد: تمام منقول اشیاء میں قاضی کا خط قبول کیا جا سکتا ہے۔

کتاب القاضی کے گواہ اور ان کے شرائط

سوال: کتاب القاضی پر کتنے گواہوں کی شہادت ضروری ہے؟

جواب: دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے تاکہ مکمل حجت قائم ہو۔

دلائل: کتاب القاضی چونکہ ایک الزام عائد کرتا ہے، اس لیے مکمل گواہی ضروری ہے

قرآن میں گواہی کے متعلق فرمایا گیا: "فاستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان" (البقرة: 282)۔

اختلاف:

امام ابو یوسف: کتاب القاضی پر گواہی کے طریقے میں نرمی برتتے تھے اور خالی گواہی کو کافی سمجھتے تھے۔

کتاب القاضی کی تصدیق کے شرائط

سوال: کتاب القاضی کی تصدیق کے لیے کیا اقدامات ضروری ہیں؟

جواب: قاضی کو چاہیے کہ وہ کتاب گواہوں کے سامنے پڑھے، ان کے سامنے خط پر مہر ثبت کرے اور پھر اسے ان کے حوالے کرے تاکہ کسی تبدیلی کا شبہ نہ رہے۔

اختلاف: امام ابو حنیفہ و امام محمد: مہر ثبت کرنا ضروری ہے تاکہ خط میں تبدیلی کا شبہ نہ رہے۔

امام ابو یوسف: مہر کو ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے نزدیک خط کی شہادت ہی کافی ہے۔

کتاب القاضی کا نفاذ

سوال: اگر کتاب القاضی قاضی کے پاس پہنچ جائے تو کیا وہ بغیر مدعا علیہ کی موجودگی کے اس پر فیصلہ دے سکتا ہے؟

جواب: نہیں، قاضی کو کتاب القاضی وصول ہونے کے بعد مدعا علیہ کی موجودگی میں اسے پڑھ کر سنانا چاہیے تاکہ مدعا علیہ کو صفائی کا موقع ملے۔

اختلاف: امام ابو یوسف: کتاب القاضی کی شہادت کو مدعا علیہ کی موجودگی کے بغیر بھی قابل قبول سمجھتے ہیں۔

قاضی کے انتقال یا معزولی کی صورت میں کتاب القاضی کا حکم

سوال: اگر کتاب بھیجنے والا قاضی انتقال کر جائے یا معزول ہو جائے تو کیا کتاب القاضی قابل قبول ہوگی؟

جواب: نہیں، کیونکہ وہ اب قاضی کے منصب سے معزول ہو چکا ہے اور اس کی حیثیت عام افراد جیسی ہو گئی ہے۔

استثناء: اگر کتاب کسی مخصوص قاضی یا مسلمانوں کے تمام قضاۃ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھی گئی ہو تو وہ قابل قبول ہوگی۔

حدود اور قصاص کے معاملات میں کتاب القاضی

سوال: کیا حدود اور قصاص کے معاملات میں کتاب القاضی قابل قبول ہے؟

جواب: نہیں، حدود اور قصاص میں کتاب القاضی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ان معاملات میں شہادت علی الشہادہ کا اصول لاگو نہیں ہوتا۔

دلائل:حدود اور قصاص میں اصول یہ ہے کہ ان کا نفاذ شک سے بچتے ہوئے کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ادرؤوا الحدود بالشبهات" (حدود کو شبہات کے سبب ساقط کر دو)۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. قبولیتِ کتاب القاضی: امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک حقوق کے معاملات میں کتاب القاضی قابل قبول ہے، جبکہ امام ابو یوسف نے بعض قیود لگائیں۔
2. گواہوں کی تعداد: امام ابو یوسف نے کتاب القاضی میں گواہی کے طریقے میں نرمی برتی جبکہ امام ابو حنیفہ و امام محمد نے مکمل گواہی کو ضروری سمجھا۔
3. مہر کی شرط: امام ابو حنیفہ و امام محمد نے مہر کو لازم قرار دیا جبکہ امام ابو یوسف نے اسے غیر ضروری قرار دیا۔
4. حدود و قصاص: تمام فقہاء کے نزدیک حدود و قصاص میں کتاب القاضی قابل قبول نہیں ہے۔

قضاء المرأة کے احکام

سوال: کیا عورت قاضی بن سکتی ہے؟

جواب: فقہ حنفی میں عورت کا قاضی بننا جائز ہے لیکن حدود اور قصاص کے معاملات میں قضاء کی اجازت نہیں۔

دلائل: فقہ حنفی میں عورت کی گواہی حدود اور قصاص میں قابل قبول نہیں، اسی لیے ان معاملات میں قضاء بھی نہیں دے سکتی۔

امام ابو حنیفہ نے استدلال کیا کہ نکاح، طلاق، مالی معاملات اور دیگر امور میں عورت کی گواہی جائز ہے، لہٰذا ان معاملات میں اس کا قاضی بننا بھی جائز ہے

اختلاف:

امام شافعی: عورت کا قاضی بننا مطلقاً جائز نہیں کیونکہ قضاء منصب مردوں کے لیے مخصوص ہے۔

قاضی کے نائب بنانے کے احکام

سوال: کیا قاضی کسی دوسرے کو قاضی مقرر کر سکتا ہے؟

جواب: قاضی کو دوسرے قاضی کو نائب بنانے کا اختیار نہیں جب تک کہ اسے واضح طور پر یہ اختیار نہ دیا جائے۔

دلائل:

قاضی کو عموماً فیصلہ دینے کا منصب سونپا جاتا ہے، نہ کہ کسی کو نائب بنانے کا۔

جمعہ کی نماز کے برعکس قضاء میں وقت کی پابندی نہیں ہوتی، اس لیے نائب بنانا لازمی نہیں۔

اختلاف:

اگر قاضی اول کی موجودگی میں نائب نے فیصلہ دیا اور قاضی اول نے اسے منظور کر لیا تو وہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ وکالت کے حکم میں آتا ہے۔

قاضی کے فیصلے کی توثیق اور اس کا نفاذ

سوال: اگر نئے قاضی کو سابق قاضی کا فیصلہ پیش کیا جائے تو کیا وہ اسے مسترد کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں، اگر فیصلہ اجتہادی معاملے میں ہو تو نیا قاضی اسے مسترد نہیں کر سکتا کیونکہ دوسرے قاضی کا اجتہاد بھی معتبر ہوتا ہے

دلائل: امام ابو حنیفہ کے نزدیک اجتہادی معاملات میں فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور اسے دوسرے قاضی کے اجتہاد کے تحت منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

اگر فیصلہ کتاب، سنت یا اجماع کے خلاف ہو تو اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

غائب مدعا علیہ کے متعلق احکام

سوال: کیا قاضی غائب مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے؟

جواب: فقہ حنفی میں غائب مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ جائز نہیں جب تک کہ اس کی طرف سے کوئی نمائندہ موجود نہ ہو۔

دلائل: قضاء کا مقصد تنازع کو ختم کرنا ہے، جو انکار کے بغیر ممکن نہیں۔

امام شافعی کے نزدیک غائب مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ جائز ہے کیونکہ حق واضح ہو چکا ہوتا ہے۔

اختلاف: امام ابو یوسف: اگر غائب مدعا علیہ نے پہلے انکار کیا تھا تو اس کے بعد اس کے خلاف فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔

یتیموں کے مال کے متعلق قاضی کے اختیارات

سوال: کیا قاضی یتیموں کے مال کو قرض دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، قاضی یتیموں کے مال کو قرض دے سکتا ہے تاکہ ان کا مال محفوظ اور محفوظ رہے۔

دلائل: قرض دینے سے یتیموں کا مال ضائع ہونے کے بجائے محفوظ رہتا ہے۔

قاضی کو قرض واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے، اس لیے اس کا قرض دینا جائز ہے۔

سوال: اگر وصی نے یتیموں کا مال قرض دیا تو کیا وہ ضامن ہوگا؟

جواب:جی ہاں، وصی ضامن ہوگا کیونکہ اسے مال واپس لینے کی مکمل قدرت حاصل نہیں ہوتی۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک والد وصی کے حکم میں ہوتا ہے اور وہ بھی قرض دینے پر ضامن ہوگا کیونکہ اس کے پاس بھی مال واپس لینے کی مکمل قدرت نہیں ہوتی۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. قضاء المرأة: امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کا قاضی بننا حدود اور قصاص کے علاوہ معاملات میں جائز ہے، جبکہ امام شافعی نے مطلقاً اسے ناجائز قرار دیا۔
2. قاضی کا نائب مقرر کرنا: امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک نائب مقرر کرنا واضح اجازت کے بغیر جائز نہیں، جبکہ امام ابو یوسف نے اس میں نرمی برتی۔

3. غائب مدعا علیہ: امام ابو حنیفہ کے نزدیک غائب مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ جائز نہیں، جبکہ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔
4. یتیموں کے مال کا قرض: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کو قرض دینے کی اجازت ہے، لیکن وصی یا والد کو ضامن قرار دیا جاتا ہے۔

تحکیم کے احکام

سوال: کیا دو افراد کسی تیسرے شخص کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے حکم مقرر کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، دو افراد اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے کسی تیسرے شخص کو حکم مقرر کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ قضاء کے اہل ہو۔ ان کا فیصلہ دونوں پر لازم ہوگا۔

دلائل:

فقہ حنفی میں حکم کی حیثیت قاضی کی طرح ہوتی ہے، اس لیے اس کے لیے قاضی کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإن اجتهد ثم أخطأ فله أجر"۔

شرائط:

حکم کا مسلمان، بالغ، عاقل، آزاد، اور عادل ہونا ضروری ہے۔

کافر، فاسق، غلام، اور نابالغ کو حکم مقرر کرنا جائز نہیں۔

تحکیم کے نفاذ کے متعلق

سوال: کیا تحکیم کا فیصلہ قاضی کے پاس لے جا کر نافذ کروایا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر قاضی کے مذہب کے مطابق تحکیم کا فیصلہ درست ہو تو وہ اسے نافذ کرے گا، ورنہ اسے مسترد کر دے گا۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: قاضی کو تحکیم کے فیصلے کو مسترد کرنے کا حق حاصل ہے اگر وہ کتاب، سنت یا اجماع کے خلاف ہو۔

حدود اور قصاص میں تحکیم کے احکام

سوال: کیا حدود اور قصاص کے معاملات میں تحکیم جائز ہے؟

جواب: نہیں، حدود اور قصاص میں تحکیم جائز نہیں کیونکہ ان معاملات میں افراد کو اپنے خون کا اختیار نہیں ہوتا۔

دلائل: حدود اور قصاص میں شرعی ضوابط کا نفاذ ہوتا ہے، جس کے لیے صرف قاضی مجاز ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تجوز الشفاعة في الحدود"۔

اختلاف: امام ابو حنیفہ اور دیگر فقہاء نے حدود و قصاص میں تحکیم کو مطلقاً ناجائز قرار دیا۔

تحکیم میں گواہی اور اقرار کے احکام

سوال: کیا حکم گواہوں کی شہادت لے سکتا ہے اور اقرار کے ذریعے فیصلہ دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، حکم گواہوں کی شہادت اور اقرار کی بنیاد پر فیصلہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ شرع کے موافق ہے۔

دلائل: گواہی اور اقرار کے ذریعے فیصلے کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ شرعی اصول ہیں۔

حکم کا اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے فیصلہ

سوال: کیا حکم اپنے والدین، زوجہ یا اولاد کے لیے فیصلہ دے سکتا ہے؟

جواب: نہیں، حکم کا اپنے والدین، زوجہ یا اولاد کے لیے فیصلہ باطل ہوگا کیونکہ ان کے لیے گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی۔

دلائل: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تقبل شهادة الولد لأبيه ولا الأب لولده"۔

استثناء:

اگر حکم ان کے خلاف فیصلہ دے تو وہ جائز ہوگا کیونکہ اس میں تہمہ کا خطرہ نہیں۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. تحکیم کی شرائط: امام ابو حنیفہ نے قاضی کی شرائط کو تحکیم کے لیے بھی لازم قرار دیا، جبکہ امام شافعی نے اس میں بعض نرمی برتی۔

2. حدود و قصاص: تمام ائمہ نے حدود و قصاص میں تحکیم کو ناجائز قرار دیا۔
3. تحکیم کا نفاذ: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کو تحکیم کے فیصلے کو مسترد کرنے کا اختیار ہے اگر وہ کتاب و سنت کے خلاف ہو۔
4. اقرار اور گواہی: تمام فقہاء نے اقرار اور گواہی کے ذریعے تحکیم کے فیصلے کو جائز قرار دیا۔
5. قریبی رشتہ داروں کے لیے فیصلہ: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قریبی رشتہ داروں کے لیے تحکیم کا فیصلہ باطل ہوگا۔

وراثت میں اسلام کے وقت کا اختلاف

سوال: اگر کسی نصرانی کا انتقال ہو جائے اور اس کی بیوی دعویٰ کرے کہ وہ اس کے بعد مسلمان ہوئی جبکہ ورثاء کہیں کہ وہ پہلے مسلمان ہو گئی تھی، تو قول کس کا معتبر ہوگا؟

جواب: ورثاء کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اسلام کا وقت مشکوک ہے اور موجودہ حالت سابقہ حالت پر دلالت کرتی ہے۔

دلائل: امام ابو حنیفہ کے نزدیک سابقہ حالت کو برقرار رکھا جاتا ہے، جیسا کہ پانی کے مسلسل بہاؤ کی مثال دی گئی۔

امام زفر کے نزدیک بیوی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اسلام ایک حادثہ ہے اور اسے قریب ترین وقت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اختلاف:

امام زفر: بیوی کا دعویٰ معتبر ہوگا کیونکہ اسلام کو ہمیشہ قریب ترین وقت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ: ورثاء کا قول معتبر ہوگا تاکہ میراث کے مسائل میں یقین کا پہلو برقرار رہے۔

وراثت میں مال کی تقسیم اور اقرار

سوال: اگر کسی نے مرنے والے کے بیٹے کے حق میں مال کا اقرار کیا تو کیا اسے مال دیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں، مال اس بیٹے کو دیا جائے گا کیونکہ اقرار کے بعد یہ اس کے حق کے طور پر شمار ہوگا۔

دلائل: اقرار شرعاً معتبر ہے جب وہ کسی زندہ شخص کے حق میں کیا جائے۔

اقرار کے بعد قاضی کو مال کے حوالے میں تردد نہیں کرنا چاہیے۔

اختلاف: اگر اقرار دو مختلف افراد کے حق میں ہو تو پہلا اقرار معتبر ہوگا کیونکہ اس وقت کوئی مکذب موجود نہیں تھا۔

قاضی کا کفالہ لینا

سوال: کیا قاضی کو ورثاء یا غرماء سے کفالہ لینا چاہیے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک کفالہ لینا ظلم ہے کیونکہ حقِ حاضر کو موہوم حق کے لیے مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔

دلائل: امام ابو حنیفہ: کفالہ لینا موہوم حق کے لیے حاضر حق کو مؤخر کرنے کے مترادف ہے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد: قاضی کو کفالہ لینا چاہیے تاکہ ممکنہ ورثاء یا غرماء کے حقوق محفوظ رہ سکیں۔

مختلف وراثتی دعوؤں کے متعلق احکام

سوال: اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ ایک مکان اس کے والد کی وراثت میں ہے اور اس میں ایک غائب بھائی کا حصہ بھی ہے تو قاضی کیا حکم دے گا؟

جواب: قاضی اس شخص کو نصف مکان کا مالک قرار دے گا اور باقی نصف غائب بھائی کے لیے محفوظ رکھے گا۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ: اگر مکان کا موجودہ قابض جھوٹا نہ ہو تو اسے قابض رہنے دیا جائے گا۔

امام ابو یوسف و امام محمد: اگر قابض جھوٹا ثابت ہو تو اسے قابض رہنے نہیں دیا جائے گا بلکہ کسی امین کے حوالے کر دیا جائے گا۔

وصیت کے احکام

سوال: اگر کوئی کہے کہ اس کا مال مساکین کے لیے صدقہ ہے تو کیا اس کا تمام مال صدقہ ہوگا؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا صرف وہ مال صدقہ ہوگا جس میں زکات واجب ہو۔

دلائل: امام زفر: تمام مال صدقہ ہوگا کیونکہ لفظ "مال" کا عموم یہی تقاضا کرتا ہے۔

اختلاف:

امام زفر: وصیت میں تمام مال شامل ہوگا۔

امام ابو حنیفہ: صرف زکات کے مال پر صدقہ واجب ہوگا۔

وصی کے اختیارات

سوال: اگر وصی نے تَرکہ کا مال بیچ دیا اور بعد میں اسے وصیت کا علم ہوا تو کیا بیع جائز ہوگی؟

جواب: جی ہاں، بیع جائز ہوگی کیونکہ وصی کا عمل مرنے والے کے حق میں بطور جانشین شمار ہوگا۔

دلائل: وصیت ایک انابت ہے جو مرنے کے بعد قائم ہوتی ہے، لہٰذا وصی کے تصرفات معتبر سمجھے جاتے ہیں۔

اختلاف: امام ابو یوسف: وصی کے تصرف کو وصیت کے علم کے بغیر جائز نہیں سمجھتے۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. اسلام کے وقت کا اختلاف: امام ابو حنیفہ نے ورثاء کے قول کو معتبر سمجھا جبکہ امام زفر نے بیوی کے قول کو مقدم رکھا۔
2. اقرار کے احکام: اگر دو افراد کے حق میں اقرار کیا جائے تو پہلے اقرار کو معتبر سمجھا جائے گا۔
3. کفالہ: امام ابو حنیفہ نے کفالہ لینے کو ظلم قرار دیا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے احتیاطاً اسے جائز قرار دیا۔
4. وصیت: امام ابو حنیفہ نے زکات کے مال کو صدقہ میں شامل کیا جبکہ امام زفر نے تمام مال کو صدقہ کے دائرے میں رکھا۔
5. وصی کے اختیارات: امام ابو یوسف نے وصیت کے علم کے بغیر وصی کے تصرف کو ناجائز قرار دیا جبکہ امام ابو حنیفہ نے اسے جائز سمجھا۔

فصل: وإذا قال القاضي قد قضيت على هذا بالرجم فارجمه

قاضی کے حکم پر عمل درآمد

سوال: اگر قاضی کہے کہ فلاں شخص کو رجم کرو یا اس کا ہاتھ کاٹو تو کیا یہ حکم بلا تحقیق نافذ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کا حکم بلا تحقیق نافذ کیا جا سکتا ہے کیونکہ قاضی کو فیصلے کا اختیار دیا گیا ہے اور اس کے حکم پر عمل درآمد واجب ہے۔

دلائل: قرآن مجید میں فرمایا گیا: "أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم" (النساء: 59)

قاضی کے حکم پر عمل کرنا ولی الامر کی اطاعت کے زمرے میں آتا ہے۔

اختلاف:

امام محمد: قاضی کے قول پر بلا تحقیق عمل جائز نہیں کیونکہ اس میں غلطی کا امکان ہے۔

مشائخ نے بھی امام محمد کے موقف کو پسند کیا کیونکہ موجودہ دور میں اکثر قضاۃ میں فساد پایا جاتا ہے۔

استثناء:

امام ابو منصور: اگر قاضی عادل اور عالم ہو تو اس کا قول معتبر ہوگا، جبکہ فاسق یا جاہل قاضی کے قول کو تحقیق کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا۔

قاضی کی معزولی کے بعد اس کے فیصلے

سوال: اگر قاضی معزول ہو جائے اور دعویٰ کرے کہ اس نے کسی شخص کے حق میں فیصلہ دیا تھا تو کیا اس کا قول معتبر ہوگا؟

جواب: جی ہاں، قاضی کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ فریقین اس بات کا اقرار کریں کہ وہ فیصلہ اس کی قضا کے دوران ہوا تھا۔

دلائل: قاضی کے فیصلے کو اس کے منصب کے دوران معتبر سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ عدل کے ساتھ فیصلہ دینے کا پابند ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کے قول پر قسم لازم نہیں کیونکہ قاضی پر قسم واجب نہیں ہوتی۔

اختلاف:

اگر فریقین کہیں کہ قاضی نے یہ فعل معزولی سے پہلے یا تقرر کے بعد کیا تھا تو قاضی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس نے اپنے فعل کو ایک معین حالت سے منسوب کیا ہے۔

ضمان کے احکام

سوال: اگر قاضی کا دعویٰ ہو کہ اس نے کسی شخص کا مال حق کے ساتھ لیا تھا اور فریقین اس کا انکار کریں تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر فریقین انکار کریں تو قاضی پر کوئی ضمان نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے فیصلے کے دوران یہ عمل کر چکا ہو۔

دلائل: امام ابو حنیفہ: قاضی کے قول کو اس کے فیصلے کے دوران معتبر سمجھا جاتا ہے تاکہ قضا کا نظام محفوظ رہے۔

اختلاف:

اگر قاضی کے فیصلے کے بعد فریقین اس کے فعل کو غیر قانونی قرار دیں تو ان کا قول قبول کیا جا سکتا ہے۔

معزول قاضی کے مالی معاملات

سوال: اگر معزول قاضی نے کسی شخص سے مال لیا ہو اور وہ مال اب بھی اس شخص کے قبضے میں ہو تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر مال اب بھی اس کے قبضے میں ہو اور قاضی کے فیصلے کو چیلنج کیا جائے تو مال واپس لیا جائے گا۔

دلائل: قاضی کے فیصلے کے دوران مال کا قبضہ شرعاً معتبر ہوتا ہے لیکن معزولی کے بعد یہ قبضہ چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. قاضی کے حکم پر عمل: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کا حکم بلا تحقیق نافذ کیا جا سکتا ہے، جبکہ امام محمد نے تحقیق کو ضروری قرار دیا۔
2. معزول قاضی کا قول: امام ابو حنیفہ نے معزول قاضی کے قول کو معتبر سمجھا بشرطیکہ فریقین اس کا اقرار کریں۔
3. ضمان: قاضی پر ضمان اس وقت لازم نہیں جب وہ اپنے منصب کے دوران فیصلہ دے، جبکہ فریقین کے دعوے پر ضمان کا امکان پیدا ہوتا ہے۔
4. مالی معاملات: امام ابو حنیفہ کے نزدیک معزول قاضی کے مالی معاملات کو چیلنج کیا جا سکتا ہے اگر مال قبضے میں ہو۔

"کتاب الوکالة"

وکالت کے عمومی احکام

سوال: کیا انسان کو ہر معاملے میں کسی دوسرے کو وکیل بنانے کی اجازت ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر وہ معاملہ جسے انسان خود انجام دے سکتا ہے، اس میں کسی دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے۔

دلائل: نبی اکرم ﷺ نے حکیم بن حزام کو خریداری کا وکیل بنایا اور عمر بن ام سلمہ کو نکاح کا وکیل بنایا۔

وکالت کا مقصد انسان کی عملی مشکلات کو کم کرنا ہے۔

سوال: کن معاملات میں وکالت جائز نہیں؟

جواب: حدود اور قصاص کے معاملات میں وکالت جائز نہیں، خاص طور پر جب موکل مجلس میں موجود نہ ہو۔

دلائل:حدود اور قصاص میں شبہات کی گنجائش ہوتی ہے، اس لیے ان معاملات میں وکیل کے ذریعے استیفاء ممنوع ہے۔

امام ابو حنیفہ نے غیاب میں استیفاء کو جائز قرار دیا لیکن امام ابو یوسف نے اسے مطلقاً ناجائز قرار دیا۔

وکالت کے شرائط

سوال: وکالت کے لیے موکل اور وکیل میں کیا شرائط ہونی چاہئیں؟

جواب: موکل: وہ شخص جو خود تصرف کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

وکیل: وہ شخص جو عقل و شعور رکھتا ہو اور معاملات کو سمجھ سکتا ہو۔

دلائل: امام ابو حنیفہ نے شرط رکھی کہ وکیل آزاد، عاقل، بالغ اور تصرف کا اہل ہو

-

وکالت کے اقسام

سوال: وکالت کے اقسام کون کون سے ہیں؟

جواب: وکالت دو اقسام میں تقسیم ہوتی ہے:

1. وکالت مطلقہ: جہاں وکیل کو مکمل اختیار دیا جائے۔
2. وکالت مقیدہ: جہاں وکیل کو مخصوص معاملات کے لیے محدود کیا جائے۔

دلائل: امام ابو حنیفہ نے وضاحت کی کہ وکالت مطلقہ میں معمولی جہالت برداشت کی جا سکتی ہے کیونکہ وکالت کا مقصد سہولت فراہم کرنا ہے۔

وکالت میں معاملات کے اختلافات

سوال: کیا وکیل اپنے والد یا قریبی رشتہ دار کے ساتھ معاملات کر سکتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل اپنے والد یا قریبی رشتہ دار کے ساتھ معاملات نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں تہمہ کا خطرہ ہوتا ہے۔

اختلاف:امام ابو یوسف اور امام محمد: اگر معاملہ مناسب قیمت پر ہو تو جائز ہے بشرطیکہ وہ عبید یا مکاتب کے ساتھ نہ ہو۔

وکیل کے اختیارات اور حدود

سوال: اگر وکیل نے خریدا ہوا مال کسی عیب کے ساتھ پایا تو کیا اسے واپس کرنے کا اختیار ہے؟

جواب: جی ہاں، جب تک مال وکیل کے قبضے میں ہے وہ اسے عیب کی بنیاد پر واپس کر سکتا ہے۔

دلائل: وکیل کو خریداری کے بعد مال پر تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے، اس لیے عیب کی صورت میں اسے واپس کرنا جائز ہے۔

اختلاف:

امام ابو یوسف: اگر وکیل نے مال موکل کے حوالے کر دیا تو وہ اسے واپس نہیں کر سکتا۔

خرید و فروخت میں وکیل کا کردار

سوال: اگر وکیل نے موکل کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے قیمت پر خرید و فروخت کی تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر وکیل نے موکل کی مقرر کردہ قیمت سے کم قیمت پر خریدا تو موکل پر لازم نہیں ہوگا۔

دلائل: امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل کو موکل کی قیمت پر عمل کرنا چاہیے۔

اختلاف:امام ابو یوسف اور امام محمد: اگر قیمت معمولی فرق کے ساتھ ہو تو خرید و فروخت درست ہوگی۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. حدود و قصاص میں وکالت: امام ابو حنیفہ نے غیاب میں وکالت کو جائز قرار دیا جبکہ امام ابو یوسف نے اسے ناجائز کہا۔
2. وکیل کا والد یا قریبی رشتہ دار کے ساتھ معاملہ: امام ابو حنیفہ نے اسے ناجائز کہا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے مناسب قیمت پر جائز قرار دیا۔
3. خرید و فروخت: امام ابو حنیفہ نے مقررہ قیمت سے انحراف کو ناجائز سمجھا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے معمولی فرق کے ساتھ جائز قرار دیا۔
4. وکیل کا مال واپس کرنا: امام ابو حنیفہ نے وکیل کو واپس کرنے کا اختیار دیا جبکہ امام ابو یوسف نے مال موکل کے قبضے میں آنے کے بعد یہ اختیار ختم کر دیا۔

وکالت میں ناقص خرید و فروخت کے مسائل

سوال: اگر وکیل کو پورا مال خریدنے کا حکم دیا جائے لیکن وہ صرف نصف خریدے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر وکیل نے نصف مال خریدا اور بعد میں باقی مال بھی خرید لیا تو خریداری جائز ہوگی۔ اگر باقی مال نہ خریدا گیا تو خریداری ناقابل قبول ہوگی۔

دلائل: امام ابو حنیفہ کے نزدیک خریداری میں تہمہ (شک) پیدا ہوتی ہے، اس لیے پورا مال خریدنا ضروری ہے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد نے استحسان کی بنا پر نصف خریداری کو وسلیہ (ذرائع) قرار دیا بشرطیکہ مکمل خریداری تکمیل پائے۔

عیب کے ساتھ مال واپس کرنا

سوال: اگر وکیل نے خریدا ہوا مال عیب کے ساتھ پایا تو کیا وہ اسے واپس کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر عیب ایسا ہو جو عام حالات میں پیدا نہ ہوتا ہو اور قاضی کے فیصلے یا گواہی کے ساتھ ثابت ہو تو مال واپس کیا جا سکتا ہے۔

دلائل:قاضی کے فیصلے سے عیب کا اثبات ہو تو وکیل مال واپس کرنے کا پابند ہوگا۔

اگر عیب کا ثبوت وکیل کے اقرار سے ہو تو اس صورت میں وکیل خود ذمہ دار ہوگا۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ: قاضی کے فیصلے کے بغیر صرف وکیل کے اقرار پر مال واپس نہیں کیا جا سکتا۔

نقد اور نسیہ کی بیع میں اختلاف

سوال: اگر وکیل کو نقد میں مال بیچنے کا حکم دیا گیا لیکن اس نے نسیہ میں بیچا تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر موکل کا دعویٰ ہو کہ نقد میں بیچنے کا حکم دیا گیا تھا تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وکیل کا تصرف موکل کے حکم کا تابع ہے۔

دلائل:امام ابو حنیفہ: نقد اور نسیہ کے معاملات میں موکل کا قول معتبر ہوگا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد: اگر نسیہ کا معاملہ متعارف ہو تو وکیل کا قول معتبر ہوگا۔

رہن اور کفالت کے احکام

سوال: اگر وکیل نے مال بیچ کر اس کے بدلے رہن یا کفیل لے لیا تو کیا وہ ذمہ دار ہوگا؟

جواب: نہیں، وکیل اس صورت میں ذمہ دار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے رہن یا کفالت لے کر موکل کے حقوق کو محفوظ کیا۔

دلائل:امام ابو حنیفہ: وکیل اصیل کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے وہ رہن اور کفالت لے سکتا ہے۔

وکیل کو قبضہ اور تصرف کا مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے۔

وکالت میں دو وکیل مقرر کرنا

سوال: اگر موکل نے دو وکیل مقرر کیے تو کیا ایک وکیل تنہا تصرف کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں، اگر معاملہ رائے کا محتاج ہو جیسے بیع یا خلع تو دونوں وکلاء کو مل کر تصرف کرنا ہوگا۔

استثناء:

اگر معاملہ صرف اظہار کا ہو جیسے طلاق یا دین کی ادائیگی تو ایک وکیل بھی تصرف کر سکتا ہے۔

وکالت میں آگے وکیل مقرر کرنا

سوال: کیا وکیل خود کسی دوسرے کو وکیل مقرر کر سکتا ہے؟

جواب: وکیل کو آگے وکیل مقرر کرنے کا اختیار نہیں جب تک کہ موکل نے اسے واضح طور پر اجازت نہ دی ہو۔

استثناء:

اگر موکل نے وکیل کو "اپنے رائے سے عمل کرنے" کی اجازت دی ہو تو وکیل آگے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

کافر، مرتد اور غلام کی وکالت کے احکام

سوال: کیا کافر، مرتد یا غلام کسی آزاد مسلمان کی وکالت کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں، کافر اور غلام مسلمان کے معاملات میں وکیل نہیں بن سکتے کیونکہ ان کی ولایت شرعی طور پر محدود ہے۔

دلائل:

امام ابو یوسف اور امام محمد: مرتد اور حربی کے تصرفات بھی باطل ہوں گے کیونکہ ان کی ولایت ختم ہو جاتی ہے۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. ناقص خرید و فروخت: امام ابو حنیفہ نے مکمل خریداری کو لازم قرار دیا، جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے استحسان کی بنا پر نصف خریداری کو جائز قرار دیا۔

2. عیب کے ساتھ مال واپس کرنا: امام ابو حنیفہ کے نزدیک قاضی کے فیصلے کے بغیر وکیل مال واپس نہیں کر سکتا، جبکہ دیگر فقہاء نے کچھ نرمی برتی۔
3. نقد اور نسیہ: امام ابو حنیفہ نے موکل کے قول کو معتبر سمجھا، جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے عرف کو ترجیح دی۔
4. دو وکیل: امام ابو حنیفہ نے رائے کے معاملات میں دونوں وکلاء کی شمولیت کو لازمی قرار دیا، جبکہ دیگر فقہاء نے بعض استثناءات دیے۔
5. وکالت میں آگے وکیل: امام ابو حنیفہ نے آگے وکیل مقرر کرنے کو موکل کی اجازت کے بغیر ناجائز قرار دیا۔

وکالت بالخصومت اور قبض کے احکام

سوال: کیا وکیل بالخصومت کو قبض کا اختیار بھی ہوتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل بالخصومت کو قبض کا اختیار بھی ہوتا ہے کیونکہ قبض الخصومت کا لازمی نتیجہ ہے۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: "جو کسی چیز کے مکمل تصرف کا اختیار رکھتا ہو، اسے اس کے اختتام یعنی قبض کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔"

امام زفر: قبض الخصومت سے مختلف ہے اور موکل کی اجازت کے بغیر نہیں دیا جا سکتا۔

فتویٰ: آج کے دور میں زفر کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے کیونکہ وکلاء میں خیانت کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

دو وکلاء کا قبضہ

سوال: اگر موکل نے دو وکلاء کو مقرر کیا ہو تو کیا ایک وکیل اکیلے قبض کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں، دونوں وکلاء کو مشترکہ طور پر قبض کرنا ہوگا کیونکہ موکل نے دونوں کی امانت پر اعتماد کیا تھا۔

قبض کے لیے وکیل کا اختیار

سوال: کیا وکیل بالقبض کو خصومت کا اختیار بھی ہوتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل بالقبض کو خصومت کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ قبض کا مطلب تصرف ہے۔

اختلاف:

امام ابو یوسف اور امام محمد: وکیل بالقبض کو خصومت کا اختیار حاصل نہیں کیونکہ ہر شخص خصومت کے معاملات کو بہتر انداز میں نہیں سمجھتا۔

وکیل کے اقرار کے احکام

سوال: کیا وکیل بالخصومت کا اقرار موکل کے لیے قابل قبول ہوگا؟

جواب: امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک وکیل کا اقرار صرف مجلس قضاء میں معتبر ہوگا۔

اختلاف:

امام ابو یوسف: وکیل کا اقرار مجلس قضاء کے علاوہ بھی معتبر ہوگا۔

امام زفر اور امام شافعی: وکیل کا اقرار کسی بھی صورت میں موکل کے خلاف معتبر نہیں ہوگا

دلائل:

امام ابو یوسف: وکیل موکل کا نائب ہوتا ہے، اس لیے اس کا اقرار بھی موکل کے حق میں قابل قبول ہے۔

کفالہ اور وکالت کا تعلق

سوال: کیا ایک کفیل کو وکیل بالقبض بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: نہیں، کفیل کو وکیل بالقبض نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ کفیل کا عمل اس کی اپنی ذمے داری کی تکمیل ہوتا ہے۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: کفیل اپنے حق میں کام کرتا ہے، اس لیے وکیل نہیں بن سکتا۔

غائب موکل کے حقوق کا تحفظ

سوال: اگر وکیل نے غائب موکل کا مال وصول کر لیا لیکن موکل نے انکار کیا تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر مال موجود ہو تو اسے واپس کیا جائے گا، لیکن اگر ضائع ہو گیا تو وکیل پر ضمان نہیں ہوگا۔

دلائل:

وکیل نے موکل کے مال کو برائے استیفاء وصول کیا تھا، اس لیے وہ ضامن نہیں ہوگا بشرطیکہ اس نے کوئی خیانت نہ کی ہو۔

اختلاف:

اگر وکیل نے خود ضمانت دی ہو تو وہ مال کی واپسی کا ذمے دار ہوگا۔

وکالت میں دعوے کا تصدیق

سوال: اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ کسی کا وکیل ہے اور مدعا علیہ اسے تسلیم کر لے تو کیا ہوگا؟

جواب: مدعا علیہ کے اقرار کے بعد وکیل کو مال دیا جائے گا لیکن اگر موکل نے انکار کیا تو مال دوبارہ وصول کیا جائے گا۔

دلائل:

فقہ حنفی میں مدعا علیہ کا اقرار قابل قبول ہے لیکن موکل کے انکار پر دوبارہ مال کا استرداد ممکن ہوگا۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. قبض کا اختیار: امام ابو حنیفہ کے نزدیک وکیل بالخصومت کو قبض کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے، جبکہ امام زفر کے نزدیک یہ اجازت نہیں دی جا سکتی۔
2. وکیل کا اقرار: امام ابو یوسف نے مجلس قضاء کے علاوہ بھی وکیل کے اقرار کو معتبر سمجھا جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے اسے مجلس قضاء تک محدود کیا۔
3. کفیل کا وکالت میں کردار: امام ابو حنیفہ کے نزدیک کفیل کو وکیل بالقبض نہیں بنایا جا سکتا۔
4. غائب موکل کے حقوق: اگر مال ضائع ہو جائے تو وکیل پر ضمان نہیں ہوگا جب تک کہ اس نے خیانت نہ کی ہو۔
5. مدعا علیہ کا اقرار: فقہ حنفی میں مدعا علیہ کے اقرار کو معتبر سمجھا جاتا ہے لیکن موکل کے انکار پر مال کا دوبارہ استرداد لازم ہوگا۔

موکل کو وکیل کے عزل کا اختیار

سوال: کیا موکل کو اپنے وکیل کو عزل کرنے کا اختیار ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں، موکل کو اپنے وکیل کو عزل کرنے کا اختیار ہوتا ہے کیونکہ وکالت موکل کا حق ہے۔

استثناء:

اگر وکالت سے کسی تیسرے فریق کا حق وابستہ ہو، جیسے وکالت بالخصومت میں، تو موکل یکطرفہ طور پر وکیل کو عزل نہیں کر سکتا۔

دلائل:

فقہ حنفی کے مطابق وکالت ایک غیر لازم عقد ہے، اس لیے موکل کو عزل کا اختیار ہے۔

عزل کی اطلاع نہ ملنے کی صورت

سوال: اگر وکیل کو عزل کی اطلاع نہ ملے تو کیا اس کا تصرف جائز ہوگا؟

جواب: جی ہاں، جب تک وکیل کو عزل کی اطلاع نہ ملے، اس کا تصرف جائز ہوگا۔

دلائل:

وکیل کو اطلاع نہ ملنے کی صورت میں اس کی ولایت برقرار رہتی ہے تاکہ وہ نقصان سے محفوظ رہے۔

وکالت کے ختم ہونے کے اسباب

سوال: کن اسباب سے وکالت ختم ہو جاتی ہے؟

جواب: درج ذیل اسباب سے وکالت ختم ہو جاتی ہے:

1. موکل کا انتقال
2. موکل کا جنون مطبق
3. موکل کا ارتداد اور دار الحرب میں لحاق
4. مکتوب یا مأذون کے عجز یا حجر
5. شریکوں کا افتراق

دلائل:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ارتداد کے بعد اگر موکل قتل ہو یا دار الحرب میں ملحق ہو جائے تو وکالت ختم ہو جاتی ہے۔

اختلاف:

امام محمد کے نزدیک اگر موکل یا وکیل دوبارہ مسلمان ہو جائے تو وکالت بحال ہو سکتی ہے۔

وکیل کے انتقال یا جنون کی صورت

سوال: اگر وکیل کا انتقال ہو جائے یا اسے جنون مطبق لاحق ہو تو کیا وکالت باقی رہتی ہے؟

جواب: نہیں، وکیل کا انتقال یا جنون مطبق وکالت کو ختم کر دیتا ہے۔

دلائل:

وکیل کے انتقال یا جنون کی صورت میں اس کا تصرف معتبر نہیں رہتا۔

موکل کا خود تصرف کرنا

سوال: اگر موکل نے خود اس معاملے میں تصرف کر لیا جس میں وکیل مقرر کیا تھا تو کیا وکالت باقی رہے گی؟

جواب: نہیں، موکل کے خود تصرف کرنے سے وکالت ختم ہو جاتی ہے۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک موکل کے تصرف کے بعد وکیل کا تصرف غیر معتبر ہو جاتا ہے کیونکہ تصرف کا مقصد پورا ہو چکا ہوتا ہے۔

اختلاف:

امام محمد: اگر موکل کا تصرف قضا کے بغیر ختم ہو جائے تو وکیل کا اختیار دوبارہ بحال ہو سکتا ہے۔

رد بعیب کے احکام

سوال: اگر موکل نے خود مال فروخت کیا اور وہ مال عیب کے باعث واپس کر دیا جائے تو کیا وکیل دوبارہ فروخت کر سکتا ہے؟

جواب: امام ابو یوسف: وکیل دوبارہ فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ موکل کے تصرف نے وکالت کو ختم کر دیا تھا۔

امام محمد: وکیل دوبارہ فروخت کر سکتا ہے کیونکہ عیب کے باعث واپسی وکالت کے اختتام کی دلیل نہیں۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. وکیل کا عزل: امام ابو حنیفہ کے مطابق موکل کو وکیل کو عزل کرنے کا مکمل اختیار ہے، بشرطیکہ تیسرے فریق کا حق متاثر نہ ہو۔

2. ارتداد کے بعد وکالت: امام محمد کے نزدیک اگر موکل یا وکیل دوبارہ مسلمان ہو جائے تو وکالت بحال ہو سکتی ہے جبکہ امام ابو یوسف نے اسے ناممکن قرار دیا۔
3. موکل کا خود تصرف: امام ابو حنیفہ کے مطابق موکل کے خود تصرف سے وکالت ختم ہو جاتی ہے، جبکہ امام محمد نے بعض صورتوں میں وکالت کو بحال قرار دیا۔
4. رد بعیب: امام ابو یوسف نے وکیل کو دوبارہ فروخت سے منع کیا جبکہ امام محمد نے اسے جائز قرار دیا۔

"كتاب المضاربة"

تعریف و مشروعیت

سوال: مضاربہ کی تعریف کیا ہے اور یہ کیوں مشروع ہے؟

جواب: مضاربہ ایک ایسا عقد ہے جو ایک جانب سے مال اور دوسری جانب سے محنت کی بنیاد پر منافع میں شراکت کا معاہدہ ہے۔

یہ مشروع ہے کیونکہ لوگ یا تو مالدار ہوتے ہیں لیکن تجارتی فہم نہیں رکھتے یا وہ فہم رکھتے ہیں لیکن مال سے محروم ہوتے ہیں۔

دلائل:

قرآن میں "يضربون في الأرض" کا ذکر ہے جس کا مفہوم تجارت کے لیے سفر کرنا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ اس عمل کو انجام دیتے تھے اور آپ نے اس کی توثیق فرمائی۔

مضاربہ کے شرائط

سوال: مضاربہ کے درست ہونے کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:

1. مال وہ ہو جو شراکت میں جائز ہو۔
2. منافع کی تقسیم مشاعی ہو۔
3. مضارب کو مکمل اختیار کے ساتھ مال دیا جائے۔
4. مضاربہ مخصوص وقت، جگہ یا سامان سے محدود کیا جا سکتا ہے۔

دلائل: فقہ حنفی کے مطابق اگر منافع میں کوئی فکسڈ رقم شرط رکھی جائے تو مضاربہ فاسد ہو جاتا ہے۔

منافع کی تقسیم

سوال: کیا مضاربہ میں منافع کی تقسیم میں فکسڈ رقم رکھی جا سکتی ہے؟

جواب: نہیں، منافع مشاعی ہونا چاہیے۔ اگر فکسڈ رقم شرط رکھی گئی تو مضاربہ فاسد ہو جائے گا۔

دلائل:

امام ابو حنیفہ: مضاربہ شراکت پر مبنی ہے، فکسڈ رقم سے شراکت کا مفہوم ختم ہو جاتا ہے۔

مضاربہ کا مال دینا

سوال: کیا رب المال مضارب کے ساتھ مال میں تصرف کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں، مضاربہ کی درستگی کے لیے مال مکمل طور پر مضارب کے حوالے کرنا ضروری ہے۔

دلائل: مضاربہ میں مال رب المال کی جانب سے اور کام مضارب کی جانب سے ہوتا ہے، اس لیے رب المال کا تصرف عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔

مضارب کے اختیارات

سوال: کیا مضارب کو تجارت کے مختلف امور میں آزادی حاصل ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں، مضارب کو خرید و فروخت، سفر، توکیل، ایداع، اور ابضاع کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

اختلاف:

امام ابو یوسف: مضارب کو بغیر اجازت سفر کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ مال کے ضیاع کا خطرہ بڑھاتا ہے۔

مضاربہ میں تجاوز

سوال: اگر مضارب نے مخصوص ہدایات سے تجاوز کر کے تصرف کیا تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر منافع ہوا تو وہ مضارب کا ہوگا لیکن تجاوز کی وجہ سے وہ ضامن ہوگا۔

اگر نقصان ہوا تو وہ مضارب کے ذمے ہوگا۔

دلائل: فقہ حنفی میں تجاوز کو غصب کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔

مضاربہ میں حرام معاملات

سوال: کیا مضارب کو حرام اشیاء مثلاً شراب یا مردار کی خریداری کی اجازت ہے؟

جواب: نہیں، مضاربہ میں صرف جائز اشیاء کی تجارت کی جا سکتی ہے

دلائل: حرام اشیاء کی تجارت سے شرعی منافع حاصل نہیں ہوتا۔

قریبی رشتہ دار کی خریداری

سوال: کیا مضارب کو اپنے قریبی رشتہ دار کو خریدنے کی اجازت ہے؟

جواب: نہیں، کیونکہ اس سے منافع کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

دلائل: فقہ حنفی کے مطابق مضاربہ منافع کی بنیاد پر قائم ہے اور قریبی رشتہ دار کی خریداری سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. مضارب کے اختیارات: امام ابو یوسف نے مضارب کو بغیر اجازت سفر سے منع کیا جبکہ امام ابو حنیفہ نے مخصوص حالات میں اجازت دی۔
2. منافع کی تقسیم: امام ابو حنیفہ کے نزدیک فکسڈ رقم کی شرط مضاربہ کو فاسد کر دیتی ہے۔
3. حرام معاملات: تمام ائمہ کے نزدیک حرام اشیاء کی تجارت مضاربہ کو باطل کر دیتی ہے۔
4. تجاوز: فقہ حنفی میں تجاوز کی صورت میں مضارب ضامن ہوگا۔

دوسرے مضارب کو مال دینا

سوال: کیا مضارب رب المال کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو مال مضاربہ پر دے سکتا ہے؟

جواب: نہیں، اس کی اجازت رب المال سے لینا ضروری ہے۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ: جب تک دوسرا مضارب منافع نہ کمائے، پہلا مضارب ضامن نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسف و محمد: پہلا مضارب عمل شروع ہوتے ہی ضامن ہوگا۔

زفر: پہلا مضارب صرف مال دینے سے ہی ضامن ہو جائے گا۔

منافع کی تقسیم

سوال: اگر دوسرے مضارب نے منافع کمایا تو اس کا تقسیم کا کیا طریقہ ہوگا؟

جواب: اگر رب المال نے عمومی اجازت دی ہو تو پہلا اور دوسرا مضارب اپنی شرط کے مطابق منافع لیں گے۔

اگر پہلا مضارب بلا اجازت مال دے تو رب المال کو مکمل منافع دیا جائے گا۔

دلائل: امام ابو حنیفہ کے مطابق مضاربہ میں دوسرے شخص کی شرکت منافع کے بعد ہی مؤثر ہوتی ہے۔

ضمان کی صورتیں

سوال: کیا پہلا مضارب دوسرے مضارب کے خسارے کا ضامن ہوگا؟

جواب: اگر پہلا مضارب اجازت کے بغیر مال دے تو وہ ضامن ہوگا۔

اگر رب المال نے اجازت دی ہو تو پہلا مضارب ضامن نہیں ہوگا۔

اختلافات ائمہ کے اہم نکات

1. مال دینا: امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف منافع کی صورت میں ضمان ہوتا ہے جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک عمل شروع ہوتے ہی ضمان ہوتا ہے۔
2. منافع کی تقسیم: رب المال کی اجازت سے منافع مختلف طریقوں سے تقسیم ہوتا ہے۔
3. ضمان: اجازت کے بغیر مال دینے پر پہلا مضارب ضامن ہوگا۔

مثال

سوال: اگر رب المال نے مضارب کو اجازت دی کہ وہ کسی دوسرے کو مضاربہ پر مال دے، لیکن مضارب نے دوسرے کو مختلف شرائط پر مال دیا تو کیا ہوگا؟

جواب: منافع کی تقسیم رب المال کی شرط کے مطابق ہوگی۔

اگر شرط کی خلاف ورزی ہوئی تو پہلا مضارب دوسرے کو نقصان کا ضامن ہوگا۔

دلائل: فقہ حنفی میں مضاربہ ایک اعتماد پر مبنی عقد ہے، اور اس میں شرط کی پابندی ضروری ہے۔

مسائل اشتراط الربح والعمل

سوال: اگر مضارب رب المال کے غلام کے لیے بھی کام کرنے کی شرط پر منافع مقرر کرے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، کیونکہ غلام کی اپنی معتبر حیثیت ہوتی ہے اور اگر اس پر کوئی دین نہ ہو تو کما حاصل شدہ منافع مالک کا ہوگا۔

نکات:

اگر غلام پر دین ہو تو منافع غرماء کا ہوگا۔

اگر غلام کے لیے شرط کی گئی ہو کہ وہ کام کرے تو یہ درست ہوگا۔

عزل مضارب

سوال: کیا رب المال مضارب کو عزل کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، لیکن عزل کا اثر مضارب کے علم تک محدود ہوگا۔

تفصیلات:

اگر مضارب کو عزل کا علم نہ ہو تو اس کا تصرف جائز ہوگا۔

اگر مال نقد ہو تو وہ کسی نئی خریداری کا مجاز نہیں ہوگا۔

اگر مال جنس کی صورت میں ہو تو اسے بیچنے کی اجازت ہوگی تاکہ منافع کا تعین کیا جا سکے۔

موت یا ارتداد کی صورت میں مضاربہ

سوال: اگر رب المال یا مضارب کا انتقال ہو جائے یا ارتداد ہو تو مضاربہ کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: رب المال کے انتقال یا ارتداد کے بعد مضاربہ ختم ہو جائے گا۔

مضارب کے ارتداد کے باوجود مضاربہ جاری رہے گا۔

دلائل: رب المال کے ارتداد کے بعد اس کے مال کی تقسیم کی جاتی ہے، اس لیے مضاربہ ختم ہو جاتا ہے۔

تقسیم منافع اور ہلاکت

سوال: اگر مضاربہ کے دوران مال ہلاک ہو جائے تو اس کا کیا اثر ہوگا؟

جواب:ہلاکت منافع سے شمار کی جائے گی، نہ کہ رأس المال سے۔

اگر ہلاکت منافع سے زیادہ ہو تو مضارب ضامن نہیں ہوگا۔

نکات:

اگر مضارب اور رب المال نے منافع تقسیم کر لیا ہو اور بعد میں مال ہلاک ہو جائے تو منافع واپس کیا جائے گا تاکہ رأس المال پورا ہو سکے۔

اگر مضاربہ ختم ہو چکا ہو اور دوبارہ نیا عقد ہوا ہو تو پہلے منافع کی واپسی لازم نہیں ہوگی۔

دیون کی وصولی

سوال: اگر مضاربہ ختم ہو جائے اور مال میں دیون باقی ہوں تو کیا مضارب کو ان کی وصولی پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر مضارب کو منافع ملا ہو تو اسے دیون وصول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

اگر منافع نہ ملا ہو تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دلائل:

مضارب کی حیثیت ایک اجیر کی ہوتی ہے جسے منافع کے ذریعے معاوضہ دیا جاتا ہے۔

مسائل اختیارات المضارب

سوال: کیا مضارب کو نقد اور نسیہ دونوں پر مال بیچنے کی اجازت ہے؟

جواب: جی ہاں، کیونکہ یہ تاجروں کا معمول ہے۔ لیکن اگر وہ ایسی مدت پر فروخت کرے جو تجارتی معمولات میں نہ ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

سوال: کیا مضارب غلام یا لونڈی کا نکاح کر سکتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں، کیونکہ یہ تجارت کے زمرے میں نہیں آتا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک لونڈی کا نکاح جائز ہے کیونکہ اس سے مہر کی صورت میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اختلافات کے مسائل

سوال: اگر رب المال اور مضارب میں مال کی مقدار پر اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا؟

جواب: اگر اختلاف اس بات پر ہو کہ رب المال نے کتنا مال دیا تھا تو مضارب کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ قبض کرنے والا ہے اور مقدار کو بہتر جانتا ہے۔

اگر اختلاف منافع کی مقدار پر ہو تو رب المال کا قول معتبر ہوگا کیونکہ منافع شرط سے مشروط ہوتا ہے۔

سوال: اگر رب المال مضارب کو قرض یا ودیعت کہے اور مضارب اسے مضاربہ قرار دے تو کس کا قول معتبر ہوگا؟

جواب: رب المال کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ مال کا مالک ہے۔

مضارب کو اپنی دعویٰ کے ثبوت کے لیے بینہ پیش کرنا ہوگی۔

ضمانات کے مسائل

سوال: اگر مضارب نے مال سے غلام خریدا لیکن قیمت ادا کرنے سے پہلے غلام ہلاک ہو جائے تو کون ضامن ہوگا؟

جواب: رب المال ضامن ہوگا کیونکہ مال امانت کے طور پر مضارب کے پاس تھا۔

سوال: اگر مضارب نے مال سے سامان خریدا اور اس کے بعد قیمت ادا نہیں کی تو قیمت کی ضمان کس پر ہوگی؟

جواب: مضارب ضامن ہوگا کیونکہ وہ خریداری کا عاقد ہے۔ تاہم، وہ رب المال سے اس قیمت کا حصہ وصول کر سکتا ہے جو مضاربہ کے تحت اس کے ذمے آتی ہے۔

دیگر اہم نکات

مضارب کو استدانہ (قرض لینے) کی اجازت نہیں جب تک رب المال اس کی صراحت نہ کرے۔

مضارب کا اپنے مال سے مال میں شراکت کا معاملہ رب المال کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

سفر کے دوران مضارب کی نفقات مضاربہ کے مال سے ہوں گی، لیکن دوا کے اخراجات اس کے اپنے مال سے ہوں گے۔

الإجارة – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: الإجارة کی تعریف کیا ہے اور اس کی مشروعیت کا کیا سبب ہے؟

جواب: الإجارة لغوی طور پر منافع کے بدلے عقد کو کہتے ہیں۔ شرعی طور پر یہ ایک ایسا عقد ہے جو منافع کے حصول کے لیے عوض کے بدلے ہوتا ہے۔ مشروعیت کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه"۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعامل بھی اس کے جواز کی دلیل ہے۔

سوال 2: الإجارة کے درست ہونے کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:

1. منافع کا معلوم ہونا ضروری ہے۔
2. اجرت کا معلوم ہونا لازم ہے۔
3. جو چیز بیع میں ثمن بن سکتی ہے وہ اجرت بھی بن سکتی ہے۔

دلائل: یہ شروط اس لیے ضروری ہیں تاکہ نزاعات سے بچا جا سکے جیسا کہ بیع میں جہالت ممنوع ہے۔

اختلاف:

امام شافعی کے نزدیک منافع عقد کے وقت ہی موجود سمجھے جاتے ہیں، اس لیے اجرت عقد کے وقت واجب ہو جاتی ہے، جبکہ فقہ حنفی میں منافع کے تدریج سے پیدا ہونے کے سبب اجرت تدریجی طور پر واجب ہوتی ہے۔

سوال 3: کیا مدت کو متعین کیے بغیر الإجارة درست ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں، الإجارة درست نہیں ہوتی جب تک مدت متعین نہ ہو یا کام کی نوعیت واضح نہ ہو۔ مثال کے طور پر مکان کرائے پر دینا مدت کے تعین کے بغیر جائز نہیں۔

دلائل: حدیث: "من استأجر أجيراً فليعلمه أجره" میں کام کی وضاحت اور اجرت کی تعیین کی ضرورت واضح ہے۔

سوال 4: الإجارة میں اجرت کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

جواب: اجرت تین صورتوں میں واجب ہوتی ہے:

1. شرطِ تعجیل کے ساتھ
2. عملی تعجیل کے ساتھ
3. جب مستاجر منافع کو مکمل طور پر حاصل کر لے۔

اختلاف:

امام شافعی کے نزدیک عقد کے وقت ہی اجرت واجب ہو جاتی ہے جبکہ فقہ حنفی کے مطابق اجرت کا استحقاق منافع کے حاصل ہونے کے بعد ہوتا ہے۔

سوال 5: اگر مستاجر مکان قبضے میں لے لے لیکن اس میں سکونت اختیار نہ کرے تو کیا اجرت واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں، قبضے کے بعد اجرت واجب ہوگی کیونکہ مکان کا قبضہ منافع کی فراہمی کے مترادف ہے۔

دلائل:

فقہ حنفی میں یہ اصول ہے کہ جب مالک نے منافع کے لیے محل حوالے کر دیا تو اجرت لازم ہو جاتی ہے۔

سوال 6: کیا اجرت کے مختلف کاموں کے لیے الگ الگ اصول ہیں؟

جواب: جی ہاں، جیسے:

خیاط کے لیے کام مکمل ہونے پر اجرت واجب ہوگی۔

قصار کے لیے کام مکمل ہونے پر اجرت دی جائے گی۔

حمال کے لیے جب کام مکمل ہو تو اجرت واجب ہوگی۔

اختلاف: فقہ حنفی میں قصار کو کام مکمل ہونے سے پہلے اجرت لینے کا حق نہیں ہوتا، جبکہ امام شافعی کے نزدیک بعض مخصوص صورتوں میں اجرت پہلے بھی دی جا سکتی ہے۔

سوال 7: کیا الإجارة میں اجیر کو کام خود کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر شرط ہو کہ اجیر کام خود کرے تو وہ کسی اور کو کام تفویض نہیں کر سکتا۔ اگر شرط نہ ہو تو وہ کسی اور سے کام لے سکتا ہے۔

سوال 8: اگر اجیر مقررہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے مال لے جائے تو کیا وہ ضامن ہوگا؟

جواب:اگر دوسرا راستہ عام اور محفوظ ہو تو وہ ضامن نہیں ہوگا، لیکن اگر خطرناک یا غیر معمولی راستہ اختیار کرے تو ضامن ہوگا۔

دلائل: فقہ میں "عدم تعدی" کا اصول ہے کہ اجیر کو عام حالات میں نقصان کا ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا جب تک کہ وہ صریح خلاف ورزی نہ کرے۔

سوال 9: کیا الإجارة میں مستاجر کو مکان یا دکان کے استعمال میں مکمل آزادی ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں، لیکن اسے ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی جو عمارت کو نقصان پہنچائے، جیسے دھوبی یا لوہار کا کام۔

دلائل: فقہاء کے مطابق نقصان دہ استعمال سے اجتناب لازم ہے کیونکہ یہ مالک کے حق کو مجروح کرتا ہے۔

سوال 10: کیا زمین کو مخصوص فصل کے لیے کرایہ پر دینا ضروری ہے؟

جواب:جی ہاں، زمین کو کرایہ پر دیتے وقت فصل کا تعین کرنا ضروری ہے تاکہ نزاعات سے بچا جا سکے۔

اختلاف: بعض فقہاء کے نزدیک اگر عام طور پر زمین کسی خاص فصل کے لیے استعمال ہوتی ہو تو تعیین کی ضرورت نہیں۔

باب ضمان الأجير – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: اجیر کے کتنے اقسام ہیں؟

جواب:فقہ حنفی میں اجیر دو اقسام کے ہوتے ہیں:

1. اجیر مشترك: جو کام مکمل کرنے کے بعد اجرت کا حقدار بنتا ہے، جیسے صباغ (رنگ ساز) یا قصار (کپڑے دھونے والا)۔
2. اجیر خاص: جو معین مدت کے لیے خود کو خدمت کے لیے وقف کر دے اور کام کرے یا نہ کرے اجرت کا مستحق ہوتا ہے، جیسے خادم یا چرواہا۔

سوال 2: اجیر مشترك کے مال ہلاک ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب:امام ابو حنیفہ کے نزدیک اجیر مشترك کے ہاتھ میں مال امانت ہے، اس لیے اگر مال ہلاک ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، بشرطیکہ ہلاکت ایسی ہو جس سے بچا نہ جا سکے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اجیر مشترك ضامن ہوگا، مگر ایسی ہلاکت جیسے آتشزدگی یا دشمن کا غلبہ ہو تو وہ معاف ہوگا۔

اختلاف:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک چونکہ اجیر مشترك کا قبضہ امانت کے حکم میں ہے، اس لیے ضمان نہیں ہوتا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک چونکہ اجیر مشترك کا کام حفاظت بھی شامل ہوتا ہے، اس لیے وہ ضامن ہوگا۔

دلائل:

سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اجیر مشترك کو ضامن ٹھہراتے تھے۔

سوال 3: اجیر مشترك کے عمل کے دوران نقصان کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نقصان اجیر مشترك کے عمل سے ہوا ہو جیسے کپڑے کا پھٹنا یا سامان گر کر ٹوٹنا تو وہ ضامن ہوگا۔

اگر نقصان کسی قدرتی حادثے سے ہوا ہو تو ضامن نہیں ہوگا۔

اختلاف:

امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک اجیر مشترك ضامن نہیں ہوتا کیونکہ اس نے عمل کرنے کی اجازت لی ہوتی ہے۔

فقہ حنفی کے مطابق اجیر مشترك ضامن ہوگا کیونکہ اجازت صرف اصلاحی عمل کے لیے دی گئی ہوتی ہے، نقصان دہ عمل کی اجازت نہیں ہوتی۔

سوال 4: اجیر مشترك کی غلطی سے انسان یا جانور کے ہلاک ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب:

فقہ حنفی کے مطابق اجیر مشترك جانور یا انسان کی ہلاکت کا ضامن نہیں ہوتا کیونکہ انسان کے نقصان کا ضمان جنایات میں شمار ہوتا ہے، نہ کہ عقود میں۔

سوال 5: اجیر مشترك کے کسرِ مال کی صورت میں مستاجر کے کیا اختیارات ہیں؟

جواب: مستاجر کو اختیار ہے کہ وہ:

1. مال کی وہ قیمت وصول کرے جو مال لے جاتے وقت تھی اور اجرت نہ دے۔
2. اس مقام کی قیمت لے جہاں مال ٹوٹا ہو اور اجرت ادا کرے۔

سوال 6: اجیر خاص کے تلف ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب:اجیر خاص مال کے ضامن نہیں ہوتا کیونکہ اس کے قبضے میں مال امانت ہوتا ہے۔

اختلاف: امام ابو یوسف اور امام محمد اجیر مشترك کو ضامن ٹھہراتے ہیں لیکن اجیر خاص کو نہیں۔

سوال 7: کیا اجیر خاص کام نہ کرنے کی صورت میں بھی اجرت کا مستحق ہوگا؟

جواب:جی ہاں، کیونکہ اجیر خاص اپنی خدمات کو وقف کرنے کے عوض اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔

سوال 8: اجیر مشترك اور اجیر خاص کے درمیان بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب:| اجیر مشترك | اجیر خاص | |-------------|-------------| | کام مکمل کرنے پر اجرت ملتی ہے | معین مدت میں اجرت کا مستحق ہوتا ہے | | مال کا ضامن ہو سکتا ہے | مال کا ضامن نہیں ہوتا | | مختلف افراد کے لیے کام کر سکتا ہے | صرف ایک مستاجر کے لیے کام کرتا ہے |

باب فسخ الإجارۃ – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: فسخ الإجارۃ کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: فسخ الإجارۃ سے مراد وہ حالات ہیں جن میں کرایہ کا معاہدہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

سوال 2: کن صورتوں میں مستاجر کو فسخ کا اختیار ہوتا ہے؟

جواب:مستاجر درج ذیل صورتوں میں فسخ کر سکتا ہے:

1. عیب: اگر کرایہ کی جگہ میں کوئی ایسا عیب ہو جو سکونت میں نقصان پہنچائے۔
2. خرابی: اگر مکان گر جائے یا اس میں پانی یا دیگر ضروری سہولیات منقطع ہو جائیں۔

3. مرض: اگر مستاجر کسی معقول عذر جیسے بیماری یا سفر کی وجہ سے معاہدے کو پورا نہ کر سکے۔

دلائل: عیب کے معاملے میں فقہاء نے بیع کی مثال دی کہ جیسے عیب کی موجودگی میں خریدار کو فسخ کا اختیار ہوتا ہے، ویسے ہی یہاں مستاجر کو بھی یہ اختیار ہے۔

سوال 3: کیا عمارت کے دوبارہ تعمیر ہونے سے معاہدہ بحال ہو جاتا ہے؟

جواب: امام محمد کے نزدیک اگر عمارت دوبارہ تعمیر ہو جائے تو مستاجر معاہدے کو دوبارہ بحال کر سکتا ہے۔

دیگر فقہاء کے نزدیک یہ اختیار دونوں فریقین کے پاس ہے کہ وہ چاہیں تو معاہدہ جاری رکھیں یا ختم کر دیں۔

سوال 4: کیا موت سے إجارة کا عقد ختم ہو جاتا ہے؟

جواب: ذاتی عقد: اگر عقد ذاتی ہو تو موت سے ختم ہو جاتا ہے کیونکہ منافع یا اجرت وارث کو منتقل نہیں کی جا سکتی۔

غیر ذاتی عقد: اگر عقد کسی تیسرے فریق کے لیے ہو جیسے وکیل یا وصی کی صورت میں تو موت سے ختم نہیں ہوتا۔

سوال 5: کیا إجارة میں شرطِ خیار جائز ہے؟

جواب:فقہ حنفی میں شرطِ خیار جائز ہے کیونکہ یہ عقد معاہدہ ہے جس میں قبضہ فوری ضروری نہیں ہوتا۔

امام شافعی کے نزدیک یہ جائز نہیں کیونکہ اس سے مکمل قبضہ ممکن نہیں ہوتا۔

سوال 6: عذر کی بنیاد پر إجارة کا فسخ کیسے ہوتا ہے؟

جواب: فقہ حنفی کے مطابق إجارة کا فسخ عذر کی بنیاد پر جائز ہے، جیسے:

مرض: اگر کوئی شخص حداد سے دانت نکالنے کا معاہدہ کرے لیکن بعد میں درد ختم ہو جائے تو معاہدہ فسخ ہو جائے گا۔

تجارتی نقصان: اگر کسی شخص نے دکان کرائے پر لی لیکن تجارت کے لیے رقم ختم ہو گئی تو معاہدہ فسخ ہو سکتا ہے۔

سفر: اگر کسی نے غلام کو خدمت کے لیے کرائے پر لیا لیکن بعد میں سفر پر جانا پڑ گیا تو معاہدہ فسخ ہو سکتا ہے۔

اختلاف: امام شافعی کے نزدیک صرف عیب کی بنیاد پر فسخ جائز ہے، عذر کی بنیاد پر نہیں۔

سوال 7: عذر کے لیے قاضی کے فیصلے کی ضرورت کب ہوتی ہے؟

جواب:اگر عذر ظاہر ہو جیسے بیماری یا سفر، تو قاضی کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اگر عذر غیر ظاہر ہو جیسے دیوالیہ ہونا تو قاضی کے فیصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال 8: کیا مؤجر کا عذر معاہدے کے فسخ کا باعث بن سکتا ہے؟

جواب:فقہ حنفی میں اگر مؤجر بیمار ہو جائے تو مؤجر کا عذر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

البتہ امام کرخی نے ابو حنیفہ سے روایت کیا کہ اگر مؤجر کو شدید نقصان ہو تو یہ عذر شمار ہو سکتا ہے۔

سوال 9: کیا مؤجر کے انتقال کے بعد إجارة فسخ ہو جاتی ہے؟

جواب:اگر مؤجر نے اپنے لیے إجارة کی ہو تو موت سے فسخ ہو جاتی ہے۔ اگر کسی تیسرے فریق کے لیے ہو تو إجارة جاری رہتی ہے۔

سوال 10: کن صورتوں میں إجارة فسخ نہیں ہوتی؟

جواب:

1. اگر مؤجر نے اپنا مکان فروخت کیا تو یہ فسخ کا باعث نہیں بنتا۔
2. اگر مستاجر سفر پر چلا جائے لیکن مکان کا استعمال جاری رہے تو معاہدہ فسخ نہیں ہوگا۔

سوال 11: فقہ حنفی میں إجارة کی منسوخی کے لیے کیا اصول ہیں؟

جواب:

1. عیب یا نقصان کی موجودگی۔
2. عذر جو ضررِ زائد کا باعث ہو۔
3. قاضی کا فیصلہ غیر ظاہر عذر کے لیے۔

سوال 12: کیا إجارة میں منقولات کے نقصان کی ضمان ہوتی ہے؟

جواب: اگر مستاجر نے آگ لگائی اور دوسرے مکان کو نقصان پہنچا تو وہ ضامن نہیں ہوگا، بشرطیکہ ہوا کا رخ اچانک بدل گیا ہو۔

اگر پہلے سے ہوا کا رخ تیز تھا تو وہ ضامن ہوگا۔

سوال 13: کیا إجارة میں اشتراک جائز ہے؟

جواب:جی ہاں، اگر خیاط یا صباغ اپنے دکان میں کسی اور کو کام کے لیے شریک کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ حقیقت میں شرکتِ وجوہ ہے۔

باب الشفعة: تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: شفعہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب:شفعہ لغوی اعتبار سے "ضم" یعنی شامل کرنے کے معنی میں ہے۔ فقہی طور پر یہ حق اس وقت دیا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنی ملحقہ جائیداد فروخت کرے اور شفیع کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ یہ جائیداد خریدار سے لے لے۔

سوال 2: شفعہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:شفعہ واجب ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

1. "الشفعة لشريك لم يقاسم"
2. "الجار أحق بشفعته"

سوال 3: شفعہ کے حق دار کون کون ہوتے ہیں؟

جواب: فقہ حنفی کے مطابق شفعہ کے حق دار درج ذیل ترتیب میں ہیں:

1. شریک فی نفس المبیع: جو خود جائیداد میں شریک ہو۔

2. شریک فی حق المبیع: جیسے پانی یا راستے کا اشتراک رکھنے والا۔
3. پڑوسی (جار): جو ملحقہ زمین یا مکان کا مالک ہو۔

سوال 4: شفعہ کے حق داروں میں ترجیح کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: ترجیحات درج ذیل ہیں:

1. شریک فی نفس المبیع کو سب سے زیادہ ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس کا اتصال جائیداد کے ہر حصے سے ہوتا ہے۔
2. شریک فی حق المبیع کو دوسرے نمبر پر رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ مرافق میں شریک ہوتا ہے۔
3. پڑوسی کو آخری ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس کا اتصال صرف ظاہری ہوتا ہے۔

سوال 5: کیا شریک فی طریق یا شرب کو شفعہ ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر راستہ یا پانی کا حق خاص ہو تو شریک کو شفعہ ملے گا۔ اگر یہ عام ہو تو شفعہ کا حق نہیں ہوگا۔

اختلاف: امام ابو یوسف کے نزدیک خاص راستہ یا شرب وہ ہے جو دو یا تین قطعوں تک محدود ہو۔

سوال 6: شفعہ کا حق کیسے تقسیم ہوتا ہے؟

جواب:

1. اگر متعدد شفعہ دار موجود ہوں تو شفعہ ان میں برابر تقسیم ہوگا۔
2. امام شافعی کے نزدیک شفعہ ان کے حصے کے تناسب سے تقسیم ہوگا۔

3. فقہ حنفی میں ہر شفیع کو برابر حصہ دیا جاتا ہے کیونکہ ان کا سبب استحقاق برابر ہے۔

سوال 7: شفعہ کا حق کس وقت واجب ہوتا ہے؟

جواب: شفعہ کا حق بیع کے وقت واجب ہوتا ہے کیونکہ اسی وقت جائیداد کی منتقلی کا ارادہ ہوتا ہے۔

سوال 8: شفعہ کے دعویٰ کے لیے کن امور کا لحاظ ضروری ہے؟

جواب:

1. طلب مواثبہ: فوراً شفعہ کا مطالبہ کیا جائے۔
2. طلب اشہاد: گواہوں کے سامنے شفعہ کا دعویٰ کیا جائے تاکہ
3. عدالت میں ثبوت فراہم کیا جا سکے۔

سوال 9: شفعہ کا انتقال کیسے ہوتا ہے؟

جواب: شفعہ کا انتقال یا تو:

1. تراضی: خریدار کی رضامندی سے۔
2. قاضی کے فیصلے: قاضی کے حکم سے۔

سوال 10: شفعہ کے معاملے میں موت یا فروخت کا کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب:

1. موت: اگر شفیع نے شفعہ کا مطالبہ کیا لیکن فیصلہ ہونے سے پہلے انتقال کر گیا تو شفعہ کا حق ختم ہو جائے گا۔
2. فروخت: اگر شفیع نے اپنی جائیداد فروخت کر دی تو شفعہ کا حق ختم ہو جائے گا۔

سوال 11: کیا شفعہ کا حق وراثت میں منتقل ہوتا ہے؟

جواب: شفعہ کا حق وراثت میں منتقل نہیں ہوتا جب تک کہ شفعہ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

سوال 12: امام شافعی اور فقہ حنفی میں شفعہ کے حوالے سے کیا اختلاف ہے؟

جواب: امام شافعی کے نزدیک صرف شریک فی نفس المبیع کو شفعہ کا حق حاصل ہے، کیونکہ شفعہ قیاس کے خلاف ہے اور صرف نص سے محدود کیا جائے گا۔

فقہ حنفی کے مطابق شریک فی حق المبیع اور پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق حاصل ہے کیونکہ یہ حق ضرر کے ازالے کے لیے دیا گیا ہے۔

باب طلب الشفعة والخصومة فيها: تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: شفعہ کا مطالبہ کتنے طریقوں سے کیا جاتا ہے؟

جواب: شفعہ کا مطالبہ تین طریقوں سے ہوتا ہے:

1. طلب المواثبہ: جیسے ہی شفیع کو بیع کا علم ہو فوراً شفعہ کا مطالبہ کرے۔
2. طلب التقریر والإشہاد: شفیع گواہوں کے سامنے شفعہ کا دعویٰ کرے تاکہ عدالت میں ثبوت فراہم کیا جا سکے۔
3. طلب الخصومة والتملك: قاضی کے سامنے شفعہ کا مقدمہ دائر کرنا۔

سوال 2: طلب المواثبہ کے حوالے سے کیا شرط ہے؟

جواب:شفیع کو جیسے ہی بیع کا علم ہو فوراً شفعہ کا مطالبہ کرنا چاہیے۔

دلیل: حدیث مبارکہ میں آیا ہے: "الشفعة لمن واثبها" یعنی شفعہ اسی کے لیے ہے جو فوراً مطالبہ کرے۔

سوال 3: اگر شفیع کو کتاب کے ذریعے بیع کا علم ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شفعہ کا ذکر کتاب کے آغاز یا وسط میں ہو اور شفیع کتاب مکمل پڑھ لے تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

اختلاف: امام محمد کے نزدیک مجلسِ علم ختم ہونے تک شفعہ باقی رہتا ہے۔

سوال 4: شفعہ کے دعوے کے لیے کون سے الفاظ کافی ہیں؟

جواب: ہر وہ لفظ جو شفعہ کے مطالبے کو ظاہر کرے کافی ہے، جیسے:

"طلبت الشفعة"

"أنا طالبها"

"أريد الشفعة"

سوال 5: شفعہ کے دعویٰ کے لیے کتنے گواہ درکار ہیں؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں۔

امام ابو یوسف و محمد کے نزدیک ایک گواہ بھی کافی ہے، چاہے مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا بچہ۔

سوال 6: طلب التقریر والإشہاد کیسے کیا جاتا ہے؟

جواب: شفیع کو چاہیے کہ بیع کے بعد کسی گواہ کے سامنے کہے:

"فلان نے یہ مکان خریدا ہے، میں اس کا شفیع ہوں اور شفعہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔"

سوال 7: طلب الخصومة کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قاضی کے سامنے شفعہ کا دعویٰ کیا جائے اور دعویٰ میں درج ذیل امور کی وضاحت کی جائے:

1. مکان یا زمین کی حد بندی
2. شفعہ کا سبب (مثلاً شراکت یا مجاورت)

سوال 8: شفعہ کا دعویٰ کب ساقط ہوتا ہے؟

جواب:

1. اگر شفیع نے فوراً شفعہ کا مطالبہ نہ کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا۔
2. امام محمد کے مطابق اگر شفیع نے ایک ماہ تک دعویٰ نہ کیا تو شفعہ ختم ہو جائے گا۔

سوال 9: کیا شفعہ کے دعویٰ میں قاضی کے سامنے ثمن (قیمت) پیش کرنا ضروری ہے؟

جواب: فقہ حنفی میں قاضی کے سامنے ثمن پیش کیے بغیر دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

امام محمد کے نزدیک ثمن پیش کرنا ضروری ہے تاکہ خریدار کو نقصان نہ ہو۔

سوال 10: اگر شفیع مقدمہ جیت جائے تو ثمن کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قاضی کے فیصلے کے بعد شفیع پر لازم ہے کہ وہ خریدار کو فوراً ثمن ادا کرے۔

سوال 11: اگر شفیع نے جائیداد دیکھی نہیں یا اس میں عیب پایا تو کیا حکم ہے؟

جواب: شفیع کو جائیداد دیکھنے کا اختیار ہے اور اگر اس میں عیب پائے تو اسے واپس کر سکتا ہے، چاہے خریدار نے برأت کی شرط رکھی ہو۔

سوال 12: اگر خریدار غیر موجود ہو تو شفعہ کا دعویٰ کس کے خلاف کیا جائے؟

جواب: اگر جائیداد فروخت کنندہ کے قبضے میں ہو تو دعویٰ اسی کے خلاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر قبضہ خریدار کے پاس ہو تو صرف اسی کے خلاف دعویٰ ممکن ہوگا۔

سوال 13: اگر شفیع اور خریدار میں اختلاف ہو تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جواب: قاضی پہلے شفعہ کے سبب اور حد بندی کی تصدیق کرے گا۔ اگر خریدار انکار کرے تو شفیع کو بیع ثابت کرنے کے لیے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔

باب الاختلاف والشفعة: تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: اگر شفیع اور خریدار کے درمیان قیمت میں اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا؟

جواب: خریدار کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ منکر ہے جبکہ شفیع دعویٰ کرنے والا ہے۔

دلیل: "البینة علی المدعي والیمین علی من أنکر"۔

سوال 2: اگر دونوں فریق قیمت کے بارے میں گواہی پیش کریں تو کس کی گواہی معتبر ہوگی؟

جواب: امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک شفیع کی گواہی معتبر ہوگی کیونکہ وہ حق کے لیے گواہی دیتا ہے۔

امام ابو یوسف کے نزدیک خریدار کی گواہی معتبر ہوگی کیونکہ وہ زیادہ اثبات کا دعویٰ کر رہا ہے۔

سوال 3: اگر فروخت کنندہ اور خریدار کے درمیان قیمت پر اختلاف ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:

1. اگر خریدار زیادہ قیمت کا دعویٰ کرے تو شفیع فروخت کنندہ کے قول پر لے سکتا ہے کیونکہ وہ قیمت کم بتا رہا ہے۔
2. اگر فروخت کنندہ زیادہ قیمت کا دعویٰ کرے تو دونوں کو قسم کھانے کا حکم دیا جائے گا۔

سوال 4: کیا شفیع کو مؤجل قیمت پر جائیداد لینے کا اختیار ہے؟

جواب:

1. امام ابو حنیفہ کے نزدیک شفیع کو فوری ادائیگی کرنا ہوگی۔
2. اگر وہ مؤجل قیمت پر لینا چاہے تو اسے صبر کرنا ہوگا جب تک کہ مؤجل مدت مکمل نہ ہو۔

سوال 5: اگر خریدار نے جائیداد کو خمر یا خنزیر کے عوض خریدا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شفیع ذمی ہے تو وہ خمر کے مثل اور خنزیر کی قیمت ادا کرے گا۔

اگر شفیع مسلمان ہے تو وہ خمر اور خنزیر کی قیمت ادا کرے گا کیونکہ مسلمان کے لیے ان اشیاء کا تبادلہ جائز نہیں۔

فصل: اگر خریدار نے تعمیر یا غرس کیا

سوال 6: اگر خریدار نے جائیداد میں تعمیر یا غرس کیا تو شفیع کے لیے کیا اختیار ہے؟

جواب: شفیع کے پاس دو اختیارات ہیں:

1. جائیداد کو تعمیر یا غرس کی قیمت کے ساتھ لے لے۔
2. خریدار کو تعمیر یا غرس ہٹانے پر مجبور کرے۔

سوال 7: امام ابو یوسف کا اس معاملے میں کیا موقف ہے؟

جواب: امام ابو یوسف کے نزدیک شفیع خریدار کو تعمیر ہٹانے پر مجبور نہیں کر سکتا بلکہ یا تو قیمت کے ساتھ لے یا چھوڑ دے۔

سوال 8: اگر خریدار نے جائیداد میں غرس کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: غرس کو قیاساً ہٹایا جائے گا لیکن استحساناً اسے رہنے دیا جاتا ہے کیونکہ اس کی مدت معلوم ہوتی ہے۔

سوال 9: اگر شفیع نے جائیداد لی لیکن بعد میں وہ مستحق قرار نہ پائی تو کیا حکم ہے؟

جواب: شفیع کو صرف ادا کیا گیا ثمن واپس ملے گا لیکن تعمیر یا غرس کی قیمت واپس نہیں ہوگی۔

سوال 10: اگر خریدار نے جائیداد کا تعمیراتی حصہ توڑ دیا تو شفیع کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: شفیع کو اختیار دیا جائے گا کہ یا تو جائیداد کے بقیہ حصے کو لے یا چھوڑ دے کیونکہ تعمیر کا حصہ اب الگ ہو چکا ہے۔

فصل: جب جائیداد میں فصل یا ثمر موجود ہو

سوال 11: اگر جائیداد میں فصل یا ثمر موجود ہو تو شفیع کیا کرے گا؟

جواب: شفیع جائیداد کو فصل یا ثمر کے ساتھ لے گا بشرطیکہ وہ فروخت میں ذکر ہوا ہو۔

سوال 12: اگر فصل یا ثمر فروخت میں ذکر نہ ہوا ہو تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: شفیع صرف جائیداد کو لے گا کیونکہ فصل یا ثمر مبیع کا حصہ نہیں۔

سوال 13: اگر خریدار نے ثمر کو جدا کر دیا تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: شفیع اس جدا شدہ ثمر کو نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اب جائیداد کا حصہ نہیں رہا۔

باب ما تجب فيه الشفعة وما لا تجب: تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: شفعہ کا لغوی و اصطلاحی مطلب کیا ہے؟

جواب: لغوی: شفعہ کا مطلب "ضم کرنا" ہے۔

اصطلاحی: شفعہ وہ حق ہے جو کسی شریک یا قریبی پڑوسی کو دیا جاتا ہے تاکہ وہ فروخت ہونے والے عقار کو خرید سکے۔

سوال 2: کن صورتوں میں شفعہ واجب ہے؟

جواب:

1. شریک: اگر کسی جائیداد میں شراکت ہو تو شراکت دار کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔
2. حق منفعت: اگر کسی کو جائیداد کے حقوق (شرب یا راستہ) میں شراکت ہو تو شفعہ واجب ہوگا۔
3. پڑوسی: جائیداد کا پڑوسی بھی شفعہ کا مستحق ہوگا۔

سوال 3: شفعہ کس قسم کے اموال میں واجب نہیں ہوتا؟

جواب:

1. منقول اموال: جیسے کپڑے، جہاز وغیرہ۔
2. بغیر زمین کے درخت: اگر درخت زمین کے بغیر بیچے جائیں تو شفعہ واجب نہیں ہوتا۔
3. عروض: جیسا کہ مال تجارت۔
4. بیع فاسد: اگر خرید و فروخت کا عقد فاسد ہو تو شفعہ واجب نہیں ہوگا۔

سوال 4: شفعہ میں مسلمان اور غیر مسلم برابر ہیں؟

جواب: جی ہاں، مسلمان اور ذمی دونوں کو شفعہ کا برابر حق حاصل ہے کیونکہ دونوں میں شفعہ کا سبب اور حکمت برابر ہے۔

سوال 5: شفعہ کن عوضوں میں واجب نہیں ہوتا؟

جواب:

1. مہر: اگر کسی عورت کا مہر زمین مقرر کیا جائے تو شفعہ واجب نہیں ہوگا۔
2. خلع: اگر کسی عورت کو زمین کے عوض خلع دیا جائے تو شفعہ واجب نہیں ہوگا۔
3. دیت: قتل عمد کے بدلے زمین دینے کی صورت میں شفعہ واجب نہیں ہوگا۔
4. ہبہ: بغیر عوض کے دی گئی ہبہ میں شفعہ واجب نہیں۔

سوال 6: اگر بیع میں شرطِ اختیار ہو تو شفعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بیع میں بائع کو اختیار ہو تو شفعہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر خریدار کو اختیار ہو تو شفعہ واجب ہوگا کیونکہ بائع کا حق ختم ہو چکا ہے۔

سوال 7: خرید و فروخت کے فاسد ہونے کی صورت میں شفعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبضہ سے پہلے: شفعہ واجب نہیں کیونکہ بائع کا حق ختم نہیں ہوا۔ قبضہ کے بعد: شفعہ واجب نہیں کیونکہ عقد فاسد میں شفعہ کا حق نہیں دیا جاتا۔

سوال 8: اگر شریکوں نے زمین یا جائیداد تقسیم کر لی تو کیا جار کو شفعہ کا حق ہوگا؟

جواب: نہیں، تقسیم کے بعد جار کا حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اب جائیداد میں کوئی شراکت باقی نہیں رہی۔

سوال 9: کیا تقالہ یا عیب کی بنا پر رد بیع کی صورت میں شفعہ کا حق قائم رہتا ہے؟

جواب: تقالہ: اگر دونوں فریقین باہمی رضامندی سے عقد فسخ کریں تو شفعہ واجب ہوگا۔

عیب: اگر بغیر قضاء کے عیب کی بنا پر رد کیا جائے تو شفعہ واجب ہوگا۔

سوال 10: کیا ہبہ میں عوض مشروط ہو تو شفعہ واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں، اگر ہبہ میں عوض مشروط ہو تو شفعہ واجب ہوگا کیونکہ یہ بیع کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

باب ما يبطل به الشفعة: تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: شفعہ کب باطل ہو جاتا ہے؟

جواب: شفعہ درج ذیل صورتوں میں باطل ہو جاتا ہے:

1. عدمِ طلب: اگر شفیع کو بیع کا علم ہو لیکن وہ طلبِ مواثبہ نہ کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔
2. عدمِ اشہاد: اگر شفیع نے علم ہونے کے بعد اشہاد نہ کیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔
3. صلح پر رضامندی: اگر شفیع نے عوض کے بدلے اپنی شفعہ کا حق چھوڑ دیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔
4. وفات: شفیع کے مرنے سے اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا کیونکہ یہ اس کا ذاتی حق ہوتا ہے۔

سوال 2: کیا شفعہ وراثت میں منتقل ہوتا ہے؟

جواب: احناف کے نزدیک: شفعہ وراثت میں منتقل نہیں ہوتا کیونکہ یہ شفیع کا ذاتی حق ہے۔

شافعیہ کے نزدیک: شفعہ وراثت میں منتقل ہوتا ہے کیونکہ وہ اسے ایک مالی حق سمجھتے ہیں۔

سوال 3: اگر شفیع نے شفعہ کی بنیاد پر اپنی جائیداد فروخت کر دی تو کیا شفعہ کا حق باقی رہتا ہے؟

جواب: نہیں، اگر شفیع نے اپنی جائیداد فروخت کر دی تو اس کا شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ اب وہ جائیداد کا مالک نہیں رہا۔

سوال 4: کیا بیع کرنے والے وکیل کو شفعہ کا حق ہوتا ہے؟

جواب: وکیل بائع: اگر بیع کرنے والا وکیل شفیع ہو تو اسے شفعہ کا حق نہیں ہوگا کیونکہ وہ خود بیع کر رہا ہے۔

وکیل مشتری: اگر خریداری کرنے والا وکیل شفیع ہو تو اسے شفعہ کا حق ہوگا کیونکہ وہ مشتری کی حیثیت میں ہے۔

سوال 5: اگر شفیع کو بیع کا قیمت زیادہ بتایا جائے اور وہ شفعہ سے دستبردار ہو جائے تو کیا شفعہ کا حق باقی رہتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر شفیع کو قیمت زیادہ بتائی گئی اور بعد میں کم قیمت یا مختلف جنس کا پتہ چلا تو اس کا شفعہ کا حق برقرار رہے گا کیونکہ اس کا تسلیم استکثار یا تعذر جنس کی بنیاد پر تھا۔

سوال 6: اگر شفیع کو مشتری کے بارے میں غلط معلومات دی جائیں تو کیا شفعہ باقی رہتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر شفیع کو بتایا گیا کہ مشتری فلاں ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ مشتری کوئی اور ہے تو شفعہ کا حق باقی رہے گا۔

سوال 7: اگر شفیع کو بتایا گیا کہ نصف جائیداد فروخت ہوئی ہے اور بعد میں مکمل جائیداد فروخت ہونے کا علم ہو تو کیا شفعہ کا حق باقی رہے گا؟

جواب: جی ہاں، شفیع کو مکمل جائیداد کے لیے شفعہ کا حق حاصل ہوگا کیونکہ اس کا تسلیم نصف کے لیے تھا۔

سوال 8: اگر شفیع نے مکمل جائیداد کے لیے شفعہ سے دستبرداری کی ہو تو کیا اس کا تسلیم جزوی جائیداد پر بھی اثر ڈالے گا؟

جواب: جی ہاں، مکمل جائیداد کے لیے دستبرداری جزوی جائیداد کے لیے بھی تسلیم شمار ہوگی۔

فصل: وإذا باع دارا إلا مقدار ذراع منها... – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: اگر کوئی شخص دار فروخت کرے لیکن شفیع کے قریب مقدار ذراع رکھے تو کیا شفعہ باقی رہے گا؟

جواب: نہیں، شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ یہ گویا جوار کا انقطاع شمار ہوگا۔ اس کے ذریعے شفعہ کے حق کو ختم کرنے کی ایک حیلہ شمار کی جاتی ہے۔

سوال 2: اگر مشتری نے دار کا کچھ حصہ پہلے خریدا اور پھر باقی حصہ خریدا تو شفعہ کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: پہلے خریدے گئے حصے پر شفعہ کا حق باقی رہے گا کیونکہ اس وقت مشتری شفیع کا شریک نہیں تھا۔

دوسرے حصے پر شفعہ نہیں ہوگا کیونکہ مشتری اب شریک بن چکا ہے۔

سوال 3: کیا شفعہ کو ختم کرنے کے لیے حیلہ جائز ہے؟

جواب: امام ابو یوسف: حیلہ جائز ہے کیونکہ یہ صرف حق کو ختم کرنے کا طریقہ ہے۔

امام محمد: حیلہ مکروہ ہے کیونکہ شفعہ کا مقصد ضرر کو دور کرنا ہے اور حیلہ اس مقصد کے خلاف ہے۔

سوال 4: اگر پانچ افراد نے ایک دار خریدا تو کیا شفعہ کا حق باقی رہے گا؟

جواب: جی ہاں، شفعہ کا حق باقی رہے گا لیکن شفیع صرف ایک شخص کا حصہ لے سکتا ہے تاکہ مشتری کو نقصان نہ ہو۔

سوال 5: اگر دار فروخت کرنے والا عبد مأذون ہو اور اس پر دین ہو تو کیا شفعہ کا حق ہوگا؟

جواب:جی ہاں، شفعہ کا حق ہوگا کیونکہ دین کی موجودگی میں عبد مأذون کی فروخت غرماء کے مفاد میں ہوتی ہے۔

سوال 6: کیا والد یا وصی کا شفعہ کے حق کو تسلیم کرنا بچے کے حق کو ختم کر سکتا ہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف: جی ہاں، والد یا وصی کا تسلیم کرنا بچے کے حق کو ختم کر دے گا کیونکہ یہ تجارتی معاملہ شمار ہوتا ہے۔

امام محمد اور زفر: نہیں، بچہ بلوغت کے بعد شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کا مستقل حق ہے۔

سوال 7: اگر دار کی قیمت بازار کے نرخ سے زیادہ یا کم ہو تو والد یا وصی کا تسلیم کرنا کیا معتبر ہوگا؟

جواب: اگر دار زیادہ قیمت پر فروخت ہوئی تو تسلیم کرنا جائز ہوگا کیونکہ اس میں بچے کا نفع ہے۔

اگر دار کم قیمت پر فروخت ہوئی تو تسلیم کرنا باطل ہوگا کیونکہ یہ بچے کے نقصان کا باعث بنے گا

فصل: کتاب الرهن – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: رہن کی تعریف کیا ہے اور اس کی مشروعیت کا کیا حکم ہے؟

جواب: رہن کا لغوی مطلب ہے کسی چیز کو کسی سبب کے تحت روکنا۔

شرعی تعریف: کسی چیز کو ایک حق کے بدلے محبوس کرنا تاکہ وہ حق اس چیز سے وصول کیا جا سکے جیسے کہ قرض۔

مشروعیت قرآن کریم میں ہے: {فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ} [البقرة: 283]

حدیث: "نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی سے کھانے کا سامان خریدا اور اس کے بدلے اپنی زرہ رہن رکھی۔"

سوال 2: رہن کا انعقاد کیسے ہوتا ہے؟

جواب: رہن کا انعقاد تین مراحل میں ہوتا ہے:

1. ایجاب و قبول: جیسے راہن کا کہنا "میں یہ رہن رکھتا ہوں"۔
2. قبض: جب مرہون کو مرتھن کے قبضے میں دے دیا جائے۔
3. قبض کے بعد رہن لازم ہوجاتا ہے اور راہن واپس لینے کا اختیار کھو دیتا ہے۔

سوال 3: قبض کے بغیر رہن کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبض کے بغیر رہن لازم نہیں ہوتا، راہن کو واپس لینے کا اختیار رہتا ہے۔

سوال 4: مرتھن کا مرہون پر کیا حق ہے؟

جواب: مرتھن کو مرہون پر قبض کا حق حاصل ہوتا ہے۔

مرتھن کو رہن سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں جب تک راہن اجازت نہ دے۔

مرتھن مرہون کو فروخت نہیں کر سکتا جب تک راہن اجازت نہ دے۔

سوال 5: اگر رہن مرتھن کے قبضے میں ہلاک ہوجائے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر مرہون کی قیمت دین کے برابر ہو تو مرتھن کا دین مستوفی ہوجائے گا۔

اگر قیمت دین سے زیادہ ہو تو زائد حصہ راہن کا رہے گا۔

اگر قیمت کم ہو تو مرتھن دین کے باقی حصے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

سوال 6: مرتھن کو مرہون سے کون کون سے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے؟

جواب: مرتھن مرہون کو خود استعمال نہیں کر سکتا۔

نہ اس کی سکونت اختیار کر سکتا ہے، نہ اس کا لباس پہن سکتا ہے۔

مرتھن مرہون کو کرایہ یا عاریت پر بھی نہیں دے سکتا۔

سوال 7: اگر مرتھن نے مرہون میں تعدی کی تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: مرتھن ضمان کا ذمہ دار ہوگا اور اس سے مرہون کی مکمل قیمت لی جائے گی۔

مثال: اگر مرتھن نے مرہون کو استعمال کرتے ہوئے نقصان پہنچایا تو وہ ضامن ہوگا۔

سوال 8: مرھونه چیز کی دیکھ بھال کے اخراجات کس پر ہوں گے؟

جواب: مرھونه چیز کے تحفظ کے اخراجات جیسے گھر کا کرایہ، محافظ کی اجرت، راعی کی اجرت مرتھن پر ہوں گے۔

مرھونه چیز کی خوراک، علاج معالجہ، اور دیگر اخراجات راہن پر ہوں گے۔

سوال 9: اگر مرتھن مرھونه چیز کو فروخت کرے تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: مرتھن کو مرھونه چیز بیچنے کا اختیار نہیں جب تک راہن اجازت نہ دے۔

سوال 10: اگر مرتہن نے مرھونہ چیز کو خود استعمال کیا تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر استعمال عام طور پر نہیں ہوتا جیسے تین تلواریں پہننا تو مرتہن ضامن ہوگا۔

اگر استعمال عام طور پر ہوتا ہو جیسے دو تلواریں پہننا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔

فصل: کتاب الجنایات – تفصیلی سوالات و جوابات

سوال 1: قتل کی کتنی اقسام ہیں اور ان کی تعریفات کیا ہیں؟

جواب: قتل پانچ اقسام پر مشتمل ہے:

1. عمد: جان بوجھ کر قاتل ہتھیار جیسے تلوار یا خنجر استعمال کرکے قتل کرنا۔
2. شبہ عمد: ایسا قتل جس میں قاتل نے ایسا ہتھیار استعمال کیا جو عموماً جان لیوا نہ ہو، جیسے چھڑی یا چھوٹا پتھر۔
3. خطأ: قتل کرتے وقت غلطی سے کسی دوسرے شخص کو نشانہ بنانا، جیسے شکار کرتے وقت انسان کو مار دینا۔
4. ما أجري مجری الخطأ: ایسی صورت جب قاتل نے کوئی ارادہ نہ کیا ہو، جیسے نیند میں کسی پر گر کر قتل کر دینا۔
5. قتل بسبب: ایسا قتل جو کسی غیر قانونی سبب سے ہو، جیسے کنواں کھود کر کھلا چھوڑ دینا۔

سوال 2: قتل عمد کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:مأثم: قاتل گناہگار ہوگا اور جہنم کا مستحق ہے۔

قصاص: قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا: {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى}

عفو: اولیاء مقتول قاتل کو معاف کرسکتے ہیں یا دیہت پر صلح کرسکتے ہیں۔

کفارہ: قتل عمد میں کفارہ واجب نہیں کیونکہ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔

میراث سے محرومی: قاتل اپنے مقتول سے میراث نہیں لے سکتا۔

سوال 3: قتل خطأ میں کفارہ اور دیہت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کفارہ: ایک مومن غلام کو آزاد کرنا، اگر ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔

دیہت: قاتل کی عاقلہ (خاندان) پر تین سال میں ادا کرنا واجب ہے۔

گناہ: قتل خطأ میں قاتل پر کوئی گناہ نہیں ہوتا لیکن عدم احتیاط پر تنبیہ موجود ہے۔

میراث: قاتل خطأ بھی مقتول کی میراث سے محروم ہوگا۔

سوال 4: قصاص کب واجب ہوتا ہے؟

جواب: قصاص واجب ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

1. قتل عمد ہو۔
2. مقتول محقون الدم ہو (اس کا خون جائز نہ ہو)۔
3. قاتل اور مقتول میں مساوات ہو جیسے مسلمان کا قتل مسلمان کے بدلے میں ہو۔

سوال 5: کیا والد کو اپنے بیٹے کے قتل پر قصاص دیا جائے گا؟

جواب: نہیں، والد اپنے بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں دیا جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا یقاد الوالد بولده"۔

سوال 6: قتل خطأ میں دیہت کس پر واجب ہوگی؟

جواب: دیہت قاتل کی عاقلہ پر تین سال میں واجب ہوگی کیونکہ یہ قتل غیر ارادی ہوتا ہے۔

سوال 7: اگر قاتل نے مقتول پر چوٹ کے ساتھ ساتھ دیگر اسباب سے بھی قتل کیا ہو تو دیہت کیسے تقسیم ہوگی؟

جواب: اگر قتل مختلف اسباب جیسے انسان، درندہ اور خود مقتول کے اعمال سے ہوا ہو تو ہر ایک سبب کے حساب سے دیہت تقسیم ہوگی۔

سوال 8: اگر کوئی شخص مسلمانوں پر ہتھیار تان لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "من شهر على المسلمين سيفا فقد أطل دمه" یعنی اس کا خون مباح ہے۔ مسلمانوں کو اسے قتل کرنے کا اختیار ہوگا۔

سوال 9: کیا قصاص تلوار کے علاوہ کسی اور طریقے سے لیا جا سکتا ہے؟

جواب: نہیں، قصاص صرف تلوار یا اسی قسم کے ہتھیار سے لیا جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا قود إلا بالسيف"۔

سوال 10: اگر قاتل نے معتوہ (پاگل) یا نابالغ کو قتل کیا ہو تو قصاص کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر معتوہ کے اولیاء موجود ہوں تو وہ قصاص کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ وصی کو قصاص لینے کی اجازت نہیں ہے لیکن مالی صلح کرسکتا ہے۔